اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۹ جون (بوقت ۸ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی رات موسم کی خرابی کی وجہ سے نیند دیر سے آئی اس وقت طبیعت اچھی ہے

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور انور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

لاہور - حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طبیعت کئی دنوں سے سوزش بول، شدید بےچینی اور ضعف کی وجہ سے سخت ناساز چلی آ رہی ہے۔ چنانچہ علاج کی غرض سے حضرت موصوف لاہور تشریف لے گئے ہیں۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۲ جولائی - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ محترم صاحبزادہ صاحب اور جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال سلسلہ کے کام سے چند روز کیلئے دہلی تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو اور فائز المرام واپس لائے اور سلسلہ کی پیش آمدہ مشکلات اور پریشانیوں کو اپنے فضل سے دور فرمائے آمین

احمدیہ ایریا قادیان کے متعلق محکمہ بحالیات کا نوٹس

نہ صرف تمام دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کا موجب ہے بلکہ محکمہ کے اپنے سابقہ وعدوں کے بھی منافی ہے

مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کا ایک اہم ریزولیشن

قادیان - قادیان میں احمدیہ ایریا کے متعلق محکمہ بحالیات ہند کے حالیہ نوٹس پر جماعت کے ہر فرد کے مذہبی جذبات کو کس قدر صدمہ پہنچا ہے اس کا کسی قدر اندازہ جماعت کے نوجوانوں کی مذہبی تنظیم کی مقامی شاخ مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کے اس ریزولیشن سے کیا جا سکتا ہے جو ۲ جولائی کو ایک غیر معمولی اجلاس میں متفقہ طور پر پاس کیا گیا۔ اس نوٹس کے غیر منصفانہ پہلو کی شدت اُس وقت زیادہ ہو جاتی ہے جبکہ احباب جماعت کو اس امر کا علم ہوتا ہے کہ یہ نوٹس جناب وزیر اعظم ہند اور خود محکمہ بحالیات کے اپنے سابقہ وعدوں کے خلاف ہے۔ اس لئے انصاف کا تقاضا ہے کہ اس نامناسب نوٹس کو جلد از جلد واپس لیا جائے اور پُرامن پابند قانون جماعت کے جملہ ممبران کے دلوں کو مطمئن کیا جائے۔

مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی طرف سے پاس کردہ متفقہ ریزولیشن کا مکمل متن حسب ذیل ہے:-

۱- قادیان جو جماعت احمدیہ کا (جو ایک بین الاقوامی پُرامن اور پابند قانون جماعت ہے) مقدس مرکز ہے۔ اس مقدس بستی میں حضرت بانی جماعت احمدیہ کی پیدائش ہوئی۔ اسی میں آپکو جماعت کے قیام اور ترقی کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا۔ اور خوشخبریاں عطا کی گئیں۔ اور آپ نے اپنے خداداد مشن کے قیام اور ترقی کے لئے جدوجہد اور کوشش کی اور بعد از وفات یہیں پر آپ بہشتی مقبرہ کے مقدس قبرستان میں مدفون ہوئے۔ اسی طرح آپ کے خلیفۃ المسیح الاول رضو اور خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مقدس بستی میں سلسلہ حقہ کی ترقی کے لئے جدوجہد فرمائی اور یہاں پر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے خاص صحابہ اور سابقین قیام پذیر رہے اور بعد از وفات بہشتی مقبرہ کے مقدس قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۲- اس مقدس مرکز میں ایک خاص پاکٹ ہے جس میں جماعت احمدیہ کے خصوصی تقدس رکھنے والے مقدس مقامات ہیں جن میں مرکزی مساجد۔ بیت الدعا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور آپکے خلفائے عظام کے رہائشی مکانات ہیں۔ جن کو تمام دنیا کے احمدی مذہبی اعتبار سے خاص برکت اور تقدس کے قابل یقین کرتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے جناب پنڈت جواہر لال جی صاحب نہرو وزیر اعظم ہندوستان اور دیگر ذمہ وار اعلیٰ سرکاری عہدہ داران نے خاص تقدس کی وجہ سے جماعت احمدیہ کے قبضہ میں رہنے دیئے ہیں۔ اور ۱۹۵۲ء میں جب جماعت احمدیہ کا ایک وفد جناب وزیر اعظم صاحب سے ملاقی ہوا تو آپ نے وعدہ فرمایا کہ اس مقدس ایریا کی سالمیت اور تقدیس کو ضرور قائم رکھا جائے گا اور اس میں جو مکانات اصطلاحی اعتبار سے نکاسی جائداد کے حکم میں آتے ہیں۔ ان کو ریزرو قیمت لگا کر حسب سابق احمدیہ جماعت کے قبضہ میں ہی رہنے دیا جائے گا۔

۳- اسی سلسلہ میں احمدیہ جماعت نے جناب وزیر اعظم صاحب اور محکمہ آبادکاری کی خدمت میں اپیل بھی پیش کیا کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان جو ایک رجسٹرڈ باڈی ہے۔ اور کسٹوڈین کے فیصلہ کے مطابق بھی وہ غیر نکاسی ([illegible]) قرار دی جا چکی ہے لیکن کروڑوں روپیہ کی جائدادیں [illegible] محکمہ بحالیات کے قبضہ میں ہیں۔ چنانچہ وزیر اعظم صاحب کی دخل اندازی سے ان میں سے بعض جائدادیں انجمن کے حق میں واگذار ہو چکی ہیں۔ لیکن ان کی آمد اور گذشتہ تیرہ سال کا کرایہ جو قریباً دو لاکھ روپیہ کے قریب بنتا ہے تاحال صدر انجمن احمدیہ کو ادا نہیں کیا گیا۔ بار بار کی توجہ دہانی کے باوجود محکمہ بحالیات کی طرف سے یہ رقم انجمن کو ادا نہیں کی گئی۔ نیز جو ریزرو قیمت مقدس ایریا کے نکاسی مکانات کی لگائی گئی ہے وہ بھی قادیان کے ایسے ہی دوسرے مکانات کی قیمت سے جو عام نیلامی میں فروخت ہوئے بہت زیادہ لگائی گئی ہے چنانچہ محکمہ بحالیات نے صدر انجمن احمدیہ کی درخواست پر ریزرو قیمت پر نظر ثانی کرتے ہوئے اس کی بجائے تین لاکھ روپیہ کے قریب مقرر کر دی۔

۴- مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان کو اب یہ معلوم ہوا کہ محکمہ متعلقہ نے جماعت احمدیہ کے مقدس ایریا کی تقدیس اور سالمیت کو نقصان پہنچانے اور جماعت احمدیہ کے تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ممبران کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کے لئے مقدس احمدیہ ایریا کے مکانات کی قیمت پونے آٹھ لاکھ روپیہ کی ادائیگی کا ایک ماہ کے اندر اندر مطالبہ کیا ہے۔ بصورت دیگر مذکورہ مکانات کو عام نیلامی کے ذریعہ سے فروخت کرنے کی دھمکی دی ہے۔ یہ حکم نہ صرف یہ کہ وزیر اعظم صاحب اور محکمہ بحالیات کے سابقہ وعدوں کے خلاف ہے بلکہ موجودہ غیر معمولی حالات میں صدر انجمن احمدیہ اپنے تعلیمی، تنظیمی اور تبلیغی کاموں کے بڑھتے ہوئے اخراجات کی وجہ سے یہ رقم کسی صورت میں بھی ایک ماہ کے اندر ادا نہیں کر سکتی۔ اسلئے محکمہ بحالیات کے اس نوٹس کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ ہمارے .... مقدس مقامات اور مقدس ایریا میں بے جا مداخلت کر کے تمام دنیا کے احمدیوں کے قلوب اور مذہبی جذبات کو مجروح کیا جائے۔

۵- ان حالات میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا یہ خاص اور ہنگامی اجلاس محکمہ بحالیات کے اس نوٹس پر نہایت درجہ رنج اور تشویش کا اظہار کرتا ہے اور جناب وزیر اعظم صاحب ہندوستان اور وزیر صاحب محکمہ بحالیات سے پُرزور اور باادب درخواست کرتا ہے کہ وہ اس اہم معاملہ میں جو تمام دنیا کے احمدیوں کے مذہبی جذبات سے وابستہ ہے ذاتی مداخلت کرتے ہوئے اس نوٹس کو منسوخ کریں۔ اور احمدیہ مقدس ایریا کے نکاسی مکانات (باقی صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے امرتسر آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا - پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ایک مبارک تحریک

محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

ہر دردمند دل رکھنے والا مخلص احمدی اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور اسلام کے غلبہ کے لئے شب و روز دعا ئیں کرتا ہے۔ کیونکہ اسلام کو عالم بے بسی میں دیکھ کر اس کا دل کڑھتا ہے اور وہ خون کے آنسو روتا ہے۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی اصل غرض یہی ہے کہ **اسلام کو پھر سے دنیا میں غالب کرنا**۔ اس مقصد عظیم کو قریب تر لانے اور اس سلسلہ میں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی فتح کی بشارتوں کو جلد تر پورا ہوتے دیکھنے کے لئے حضرت رسول اکرم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر کثرت کے ساتھ درود بھیجنا بہت ضروری اور مفید ہے۔

اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور دوبارہ غلبہ کے ساتھ حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے وجود باجود کا گہرا تعلق ہے اور حضور کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے بھی ہر مخلص احمدی دعائیں کر رہا ہے۔ مگر ان دعاؤں کو باقاعدگی کے ساتھ جاری رکھنے کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ مخلصین جماعت میں سے کم از کم تین ہزار دوست یہ عہد کریں۔ کہ وہ اسلام کے غلبہ اور حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی کامل و عاجل شفایابی کی دعاؤں اور بالالتزام نماز تہجد کے ساتھ انشاء اللہ مسلسل ایک ماہ تک تین سو مرتبہ روزانہ درود شریف پڑھتے رہیں گے یہ مہینہ یکم اگست سے شروع ہو کر ۳۱ر اگست تک جاری رہے گا۔

علاقائی امراء سے درخواست ہے کہ وہ اس بابرکت تحریک میں شمولیت کے لئے اجتماعی طور پر اور فرداً فرداً مخلصین جماعت کو تحریک فرمادیں اور ان احباب کے اسماء گرامی سے دفتر صدر انجمن احمدیہ کو یکم اگست سے پہلے پہلے مطلع فرمادیں جو اس مبارک تحریک میں حصہ لینے کا عہد کریں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

قادیان اور ربوہ کے دوستوں کو اس تحریک میں بالخصوص کثرت سے شامل ہونا چاہیئے۔

خاکسار:۔ مرزا ناصر احمد صدر، صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

(الفضل ۲۸/۶/۶۳)

کتاب سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب کا

امتحان

احباب کرام کو علم ہے کہ گذشتہ دنوں حکومت مغربی پاکستان نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کو ضبط کر لیا تھا لیکن جماعت کے پُر زور احتجاج اور درد دل سے نکلی ہوئی عرش رسا دعاؤں نے جلد ہی حکومت مغربی پاکستان کو اس نارواد بے جا ضبطی کے حکم کو منسوخ کرنے پر مجبور کر دیا۔ الحمد للہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کی غرض سے نظارت تعلیم و تربیت اپنے سابقہ دستور کے مطابق امسال بھی امتحان کتب سلسلہ کا انتظام کر رہی ہے لہذا نظارت ہذا یہ مناسب سمجھتی ہے کہ اس مرتبہ امتحان کے نصاب کے لئے اسی کتاب کو منتخب کرے جس کی ضبطی نہ صرف احباب جماعت کی دلآزاری کا موجب ہوئی بلکہ جس کی ضبطی سے سنکڑوں غیر از جماعت احباب بھی مضطرب بے چین رہے۔ نظارت دعوت و تبلیغ اس کتاب کی وسیع پیمانہ پر اشاعت کر رہی ہے اور امید ہے کہ اگلے ماہ کے اختتام تک یہ کتاب شائع ہو جائے گی اسلئے عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ احباب جماعت کو نظارت ہذا کے مقرر کردہ امتحان میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہونے کی تحریک فرمائیں اور نظارت دعوت و تبلیغ کو ابھی سے آرڈر بھجوا دیں تاکہ کتب بآسانی ارسال کی جا سکیں

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

صاحبزادی سیدہ طلعت صاحبہ کی افسوسناک وفات

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

قادیان — اخبار بدر کی کاپیاں تیار ہو کر پریس میں جا چکی تھیں کہ بذریعہ تار یہ اندوہناک اطلاع موصول ہوئی۔ کہ محترم صاحبزادہ مرزا اظفر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کی صاحبزادی سیدہ امۃ الصمد طلعت صاحبہ جو ایک عرصہ سے تشویشناک طور پر بیمار چلی آ رہی تھیں (اور جن کے لئے گذشتہ پرچہ میں دعائی تحریک شائع کی گئی تھی) مورخہ ۴ ۲ر اور ۲۵ر جون ۱۹۶۳ء بروز پیر و منگل کی درمیانی شب گیارہ بجے کے قریب لاہور میں وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون وفات کے وقت آپ کی عمر ۱۷یا ۱۸ سال تھی۔ پچھلے دنوں انتڑیوں میں بندھن پڑ جانے کی وجہ سے ڈھاکہ میں آپ کا اپریشن ہوا تھا۔ اس کے بعد آپ کی طبیعت سنبھل نہیں بلکہ برابر گرتی چلی گئی۔ چنانچہ مزید علاج آپ کو ڈھاکہ سے لاہور لایا گیا۔ ڈاکٹروں نے خون کے کینسر کی بیماری تشخیص کی جس سے آپ جانبر نہ ہو سکیں۔ لاہور سے مرحومہ کا جنازہ صبح دس بجے ربوہ پہنچایا گیا۔ اور محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی کوٹھی سے شام کے ۶ بجے جنازہ اُٹھایا گیا۔ بہشتی مقبرہ کے کھلے میدان میں محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے نماز جنازہ پڑھائی۔ کثیر التعداد اہالیان ربوہ اور لاہور وغیرہ سے آئے ہوئے احباب جماعت نے شرکت کی۔ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے مزار مقدس والی چار دیواری کے اندر افسردہ دلوں اور نمناک آنکھوں کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑپوتی صاحبزادی سیدہ امۃ الصمد طلعت صاحبہ کی نعش سپرد خاک کر دی گئی۔

اعلی اللہ درجاتہا فی الجنۃ

سیدہ مرحومہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی اور حضرت مرزا عزیز احمد صاحب مدظلہ العالی ناظر اعلےٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی نواسی تھیں۔ ادارہ بدر اس صدمہ عظیمہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی حضرت مرزا عزیز احمد صاحب مدظلہ العالی اور محترم صاحبزادہ مرزا اظفر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نیز خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر افراد سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے حضور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ محترمہ صاحبزادی مرحومہ کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور ان کی روح پاک پر رحمتیں

۲۲

تاریخ وفات
سیدہ طلعت صاحبہ اعلی اللہ تعالیٰ درجاتہا فی الجنۃ

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

دائمی فرقت میں طلعت کیلئے کیونکر کہوں
جب کہ ہے قرآن میں انا الیہ راجعون

یہ نواسی میرزا صاحب عزیز احمد کی تھی
اور پڑپوتی مسیح و مہدیٔ موعود کی

حضرت مرزا شریف احمد کا بیٹا ہے ظفر
اس کی بیٹی سترہ سالہ بصد نیکو سیر

پھول کھلنے بھی نہ پایا پھول خود کملا گیا
یہ ہوا کیسی چلی گلزار احمد؟ کیا ہوا

ایک دن ہم راہیٔ راہ فنا ملک بقا
جمع ہونے والے ہیں اللہ کی پاکر رضا

ہے دعا اکمل زباں پر اغفر اللہ لہا
سال فوت آں عزیزہ بھی اسی میں کہہ دیا
۱۳۸۳

---

۲۲ ۔ نازل کرے نیز خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کو یہ صدمہ صبر سے برداشت کرنے کی توفیق عطا کرے اور سب کا ربن دنیا میں ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین!

خطبہ جمعہ

انسان کو سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ ہونی چاہیئے

محبت کے جو طبعی طریق انسانوں کے لئے مقرر ہیں انہی کے ذریعے خدا تعالیٰ کی محبت حاصل کی جا سکتی ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۶ ؍ اپریل ۱۹۵۱ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

بعض لوگ روحانیت اور تعلق باللہ پیدا کرنے کے لئے گُر پوچھا کرتے ہیں۔ حالانکہ

روحانیت اور تعلق باللہ کے معنے

محبت کے تو ہیں جیسے زید اور بکر میں محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ ماں اور بیٹے میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ باپ اور بیٹے میں محبت ہوتی ہے۔ بیٹی اور ماں میں محبت ہوتی ہے۔ بھائی بھائی میں محبت ہوتی ہے۔ بہن بہن میں محبت ہوتی ہے۔ بیٹی بیٹی یا بیٹے بیٹے میں محبت ہوتی ہے۔ اور دوسرے رشتہ داروں میں محبت ہوتی ہے۔ وہی جذبہ جب انسان میں خدا تعالیٰ کے متعلق پیدا ہو جاتا ہے تو اسے تعلق باللہ کہتے ہیں۔ تعلق کے معنے لٹکنا۔ اٹکنا۔ ہمارے ہاں بھی کہتے ہیں۔ دل لگا ہوا ہے دل لٹکا ہوا ہے اسی کا نام تعلق باللہ اور روحانیت ہے اور اس کا امتحان اس طرح ہو جاتا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی خاطر قربانی کرتا ہے اور دوسرے رشتوں اور تعلقات کو اگر وہ خدا تعالیٰ کی محبت میں روک پیدا کریں تو انہیں قربان کر دیتا ہے۔

دوسری محبتوں میں

یہ ضروری نہیں ہوتا کہ کسی خاص شخص کی محبت کسی سے زیادہ ہو بعض اوقات بھائی دشمنی کر جاتا ہے لیکن دوست وفا کر جاتا ہے۔ بیوی دھوکا کر جاتی ہے لیکن ماں وفاداری سے کام لیتی ہے ماں دھوکا کر جاتی ہے لیکن بیوی وفادار رہتی ہے۔ پھر بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی عورت کے ماں باپ اس سے بے وفائی کر جاتے ہیں لیکن اس کا خاوند اس کے لئے قربانی کر جاتا ہے اور بعض دفعہ خاوند بے وفائی کرتا ہے اور ماں باپ قربانی کرتے ہیں لیکن تعلق باللہ میں

یہ شرط ہے

کہ انسان کو خدا تعالیٰ سے زیادہ کسی اور چیز سے محبت نہ ہو۔ اگر خدا تعالیٰ کی محبت سے کسی اور چیز کی محبت کا ٹکراؤ ہو جائے تو وہ خدا تعالیٰ کو ترجیح دے۔ حضرت علیؓ سے ایک دفعہ حضرت حسنؓ نے پوچھا کہ آپ توحید پر پوری طرح قائم ہیں یا نہیں۔ انہوں نے جواب دیا ہاں میں توحید پر قائم ہوں۔ حضرت حسنؓ نے پھر سوال کیا۔ کیا آپ کو مجھ سے بھی محبت ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں مجھے تم سے محبت ہے۔ حضرت حسنؓ نے کہا آپ کو اللہ تعالیٰ سے بھی محبت ہے۔ اور مجھ سے بھی محبت ہے تو آپ نے مجھے خدا تعالیٰ کے برابر قرار دیا۔ یہ تو شرک ہے۔

حضرت علیؓ

نے فرمایا۔ صرف محبت کا ہونا شرک نہیں بلکہ اس کے درجہ میں فرق ہونا شرک ہے اس میں شک نہیں کہ مجھے خدا تعالیٰ سے بھی محبت ہے اور تم سے بھی لیکن جب تمہاری محبت خدا تعالیٰ کی محبت سے ٹکرائے گی تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔ اور خدا تعالیٰ کو ترجیح دوں گا۔ غرض تعلق باللہ میں صرف اتنی شرط ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت دوسری محبتوں سے زائد ہو۔ ویسے ہوتی وہ محبت ہی ہے کوئی علیحدہ چیز نہیں ہوتی۔

جو طریقے محبت کے انسانوں کے لئے مقرر ہیں۔ وہی خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے والے ہیں جس طرح باپ سے محبت کی جاتی ہے جس طرح

بھائی بھائی میں محبت

ہوتی ہے جس طرح بھائی بہن یا بہن بہن میں محبت پیدا ہوتی ہے جس طرح ماں بیٹا یا ماں بیٹی میں محبت پیدا ہوتی ہے جس طرح بیوی اور خاوند یا اور رشتہ داروں کی محبت پیدا ہوتی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ اس کی محبت کے نئے گُر تلاش کرنا حماقت ہے جب روحانیت محبت اور تعلق باللہ ایک ہی ہیں۔ اور پھر خدا تعالیٰ کی محبت بھی وہی ہے۔ جو انسانوں کی ہوتی ہے تو اس کے گُر بھی ایک ہی ہونے چاہئیں اور انسانوں کی محبت کا گُر یہی ہوتا ہے کہ احسانات محبت ... ... پیدا ہوتی ہے یا حسن سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور یا پھر باہمی تعلق سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ محبت کو پیدا کرنے کے یہی تین گُر ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جبلت القلوب علی حب من احسن الیھا انسان کے دل میں خدا تعالیٰ نے یہ مادہ رکھ دیا ہے کہ جو شخص اس پر احسان کرتا ہے اس سے محبت کرتا ہے۔ میں نے گزشتہ خطبہ میں بتایا تھا کہ اسلام نے خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کے لئے ایک آسان گُر بتایا ہے اور وہ یہ کہ کھانا پینا اور پہننا خدا تعالیٰ مہیا کرتا ہے اور جب یہ سب چیزیں خدا تعالیٰ ہی مہیا کرتا ہے تو اس کا احسان موجود ہے لیکن باوجود اس کے کہ یہ گُر موجود ہے۔ پھر بھی خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کے لئے ہمیں کوئی اور سبب تلاش کرنا پڑتا ہے۔ میں نے بتایا تھا کہ خدا تعالیٰ کا انسان پر احسان تو ہے لیکن اس کی شناخت اور پہچان نہیں۔ اگر کسی کو کوئی گمنام شخص منی آرڈر کر دے اور اپنا نام ظاہر نہ کرے تو اسے منی آرڈر کرنے والے سے محبت نہیں ہوگی۔ کیونکہ اسے علم نہیں ہوگا کہ منی آرڈر کس نے کیا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی انسان سے مخفی ہے اور وہ

پس پردہ احسان

کرتا ہے اور اگرچہ اس کے احسان بہت زیادہ ہیں لیکن لوگ انہیں محسوس نہیں کرتے۔ ماں اپنی چھاتیوں سے دودھ پلاتی ہے اور بچہ اپنی عقل کے مطابق سمجھتا ہے کہ ماں اس پر احسان کرتی ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ ماں تکلیف سہتی ہے خون جلاتی ہے حالانکہ یہ قربانی کا جذبہ ماں نے خود پیدا نہیں کیا۔ یہ جذبہ اس کی پیدائش سے بھی پہلے اس کے اندر رکھا گیا تھا۔ چھوٹی چھوٹی لڑکیاں گڑیاں بناتی ہیں اور ان سے کھیلتی ہیں۔ یہ بچہ پالنے کا جذبہ ہوتا ہے جو ان کے اندر پایا جاتا ہے۔ ان کے اندر یہ جذبہ خدا تعالیٰ نے ہی پیدا کیا ہے خواہ وہ عقل کے ماتحت ایسا کرتی ہیں یا بے عقلی کے ماتحت ایسا کرتی ہیں بہرحال عورت کے اندر خدا تعالیٰ نے اولاد سے محبت کا مادہ رکھا ہے اور یہ وہ چیز ہے کہ جو ماں نے خود اپنے اندر پیدا نہیں کی۔ بلکہ اس کی پیدائش سے بھی پہلے اس کے اندر رکھ دی گئی تھی۔ اور جب یہ مادہ ماں کی پیدائش سے پہلے کا اس کے اندر پایا جاتا ہے تو پھر یہ اس کا پیدا کیا ہوا نہ ہوا۔ اب یہ

سوال پیدا ہوتا ہے

کہ جب یہ مادہ ماں کا پیدا کیا ہوا نہیں۔ تو آخر یہ مادہ ماں کے اندر کس نے پیدا کیا ہے بہرحال وہ کوئی اور ہستی ہے اور ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ ہستی جس نے مخلوقات کو پیدا کیا ہے۔ اسی نے یہ مادہ ماں کے اندر رکھا ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بچہ ماں سے محبت کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے محبت نہیں کرتا یہ کیوں؟ بچہ خدا تعالیٰ سے محبت نہیں کرتا اس لئے کہ خدا تعالیٰ اسے نظر نہیں آتا۔ جب اس کی ماں اپنی ماں کے پیٹ میں تھی اور

خدا تعالیٰ کے فرشتے

اس کے دل میں اولاد کی خواہش اور محبت پیدا کر رہے تھے۔ تو اس نے اس نظارہ کو دیکھا نہیں تھا۔ اس نے صرف اتنا ہی دیکھا ہے کہ ماں اسے اپنی چھاتیوں سے دودھ پلا رہی ہے۔ خواہ وہ فاقہ ہی کر رہی ہو۔ اور بھوک کی وجہ سے نڈھال ہو رہی ہو۔ وہ سوکھ کر کانٹا ہو گئی ہو۔ اس کا گوشت گھل گیا ہو اور ہڈیاں نکل آئی ہوں۔ لیکن ادھر بچہ رویا ادھر ماں نے اپنے سوکھے ہوئے پستان اس کے منہ میں دیدیئے خواہ پستانوں میں دودھ کا کوئی قطرہ ہو یا نہ ہو۔ ماں کے اندر یہ جذبہ جس ہستی نے پیدا کیا ہے وہ بچہ کو نظر نہیں آتی اس لئے وہ اس سے محبت نہیں کرتا۔ ماں اپنی چھاتیوں سے دودھ پلاتی ہوئی اسے نظر آتی ہے۔ اس لئے وہ ماں سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ انسان کھانا کھاتا ہے جس شخص نے اسے گندم دی اور اس نے اس سے روٹی بنائی۔ وہ اس کا شکریہ ادا کرتا ہے جس نے اس کی نوکری کر کے اس کے لئے اس سے روٹی بنائی وہ اس کا شکریہ ادا کرتا ہے یا اس کی

نوکری کرکے اس نے پیسے کمائے اور ان سے اس نے گندم خریدی وہ اس کا شکریہ ادا کرتا ہے جس ماں اور بیوی نے اسے روٹی پکا کر کھلائی وہ اس کا۔

شکریہ ادا کرتا ہے

لیکن جس نے گندم بنائی جس نے نمک بنایا۔ جس نے پانی بنایا وہ اس کا شکریہ ادا نہیں کرتا کیوں؟ اس لئے کہ گندم مہیا کرنے والا یا نوکری دینے والا اسے نظر آتا تھا۔ ماں اسے نظر آتی تھی کہ وہ گرمی کے دنوں میں آگ کے آگے بیٹھی روٹی پکا رہی ہے۔ بیوی اسے نظر آتی ہے کہ گرمی میں آگ کے آگے بیٹھی روٹی پکا رہی ہے یا سردی میں جب وہ خود لحاف سے باہر نہیں نکلتا وہ صحن میں بیٹھی اس کے لئے ناشتہ تیار کر رہی ہے۔ چونکہ وہ اسے نظر آتی ہے اس لئے اس کے اندر احساس شکریہ پیدا ہوجاتا ہے۔ جبلت القلوب علی حب من احسن الیھا خداتعالیٰ نے ہر انسان کے دل میں یہ مادہ رکھ دیا ہے۔ کہ جو شخص احسان کرتا نظر آتا ہے اس کا وہ شکر گذار ہوتا ہے۔ اور چونکہ اسے اس احسان کا اصل بانی نظر نہیں آتا اس لئے اسے یہ خیال نہیں آتا کہ دراصل یہ احسان کس ذات نے کیا ہے۔ ہمارے ملک میں

لطیفہ مشہور ہے

واللہ اعلم وہ سچا ہے یا عام حالات میں وہ خود بنا لیا گیا ہے۔ جب ہمارے ملک پر انگریز حاکم تھے لوگوں میں انہیں خوش کرنے کیلئے ڈالیاں پیش کرنے کا رواج تھا۔ بعد میں اگرچہ یہ قانون بنا دیا گیا تھا کہ افسروں کو ڈالیاں پیش نہ کی جائیں لیکن عوام اور رؤساء کو جب موقعہ ملتا۔ اور وہ انگریز افسروں کو ملنے کے لئے جاتے تو ان میں سے بعض ہوشیار لوگ ڈالیاں بھی لے جاتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک انگریز افسر کو ایک ای۔ اے۔ سی اور ایک تحصیلدار ملنے کے لئے گئے۔ ای۔ اے۔ سی ڈالی بھی ساتھ لے گئے۔ یہ تو سارے جانتے ہیں کہ ای۔ اے۔ سی بڑا ہوتا ہے اور تحصیلدار چھوٹا ہوتا ہے۔ کئی علاقوں کا چارج ای۔ اے۔ سی کے پاس ہوتا ہے۔ اور تحصیلدار اس کے ماتحت ہوتا ہے۔ پس جب وہ دونوں ملاقات کے لئے گئے تو اتفاقاً

انگریز افسر کے ہاں

ملاقات کا وقت مقرر تھا اس لئے بجائے اس کے کہ وہ دونوں کو الگ الگ بلاتا اُس نے کہلا بھیجا کہ دونوں آجاؤ۔ جب ای۔ اے۔ سی ڈالی کو اُٹھوانے لگا تو تحصیلدار نے آگے بڑھ کر ڈالی کو اٹھا لیا اور کہا حضور ہمارے ہوتے ہوئے آپ یہ تکلیف کیوں کریں۔ چنانچہ تحصیلدار نے ڈالی اٹھالی اور بڑے آرام سے اندر جاکر انگریز افسر کے سامنے رکھدی۔ اور یہ نہ کہا کہ یہ ڈالی ای۔ اے۔ سی نے پیش کی ہے۔ وہ انگریز افسر اس اشارہ کے ماتحت کہ ڈالی تحصیلدار نے پیش کی ہے۔ ای۔ اے۔ سی کی طرف پیٹھ کرکے اور تحصیلدار کی طرف منہ کرکے بیٹھ گیا اور اس سے حالات پوچھنے لگا۔ ای۔ اے۔ سی دل ہی دل میں کڑھ رہا تھا۔ لیکن وہ کیا کر سکتا تھا۔ برابر دو گھنٹے تک ڈپٹی کمشنر تحصیلدار سے باتیں کرتا رہا۔ اور اس نے ای۔ اے۔ سی کو پوچھا تک نہیں۔ ملاقات سے فارغ ہوکر جب باہر آئے تو ای۔ اے۔ سی غصہ نکالنا شروع کیا۔ کہ تم نے کیوں یہ حرکت کی۔ تحصیلدار نے کہا حضور یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ آپ میرے سامنے بوجھ اُٹھاتے اب ڈالی تو لایا تھا ای۔ اے۔ سی لیکن چونکہ وہ ڈالی تحصیلدار نے انگریز افسر کے آگے رکھی تھی اس لئے وہ اس پر مہربان ہوگیا۔ یہی حال انسان کا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے

اسے ڈالی آتی ہے لیکن ماں باپ بیوی بچہ بہن یا بھائی وہ ڈالی اُٹھا کر اس کے سامنے رکھدیتے ہیں۔ اس لئے وہ سمجھتا ہے کہ اصل ڈالی پیش کرنے والا وہی ہے اور وہ خداتعالیٰ کو پوچھتے ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے انسان کو یہ یاد دلانے کے لئے کہ حقیقی محسن خداتعالیٰ ہی ہے یہ ترکیب رکھدی کہ جب تم کھانا کھاؤ یا پانی پیو تو اس کے شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔ اور کھانے سے پیشتر بسم اللہ پڑھنے کے یہ معنے ہیں کہ یہ کھانا تمہارے سامنے رکھا تو ماں نے ہے لیکن بھیجا خداتعالیٰ نے ہے یا کھانا تمہارے سامنے رکھا تو بھائی نے ہے۔ لیکن بھیجا خداتعالیٰ نے ہے پھر کھانا کھانے کے بعد الحمد للہ کہہ کر خداتعالیٰ کے احسان کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

غرض اسلام نے ہمیں

ایسا گر

سکھایا تھا کہ اگر مسلمان اس گر پر عمل کرتے تو یقیناً محبت الٰہی پیدا کر لیتے۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ اس قیمتی چیز کو کہا جاتا ہے کہ معمولی بات ہے۔ خداتعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کا کوئی اور گر بتاؤ۔ کوئی کہے کہ گھوڑے کی سواری کا کیا گر ہے تو دوسرا شخص یہی جواب دے گا۔ میاں گھوڑے پر چڑھ جاؤ اور اس کو چلاؤ۔ یا کوئی کہے لکھنے کا کیا گر ہے تو دوسرا یہی کہے گا کہ میاں ہاتھ میں قلم پکڑو اور لکھو اس میں کسی خاص گر کی کیا ضرورت ہے۔ اسی طرح اسلام نے تعلق باللہ کے پیدا کرنے کا جو

سیدھا سادہ طریق

بیان کیا تھا اسے ہم بھول جاتے ہیں اور اسے بیہودہ سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ ہم سمجھتے نہیں کہ اس میں اشارہ ہے کہ اگرچہ تحصیلدار نے ڈالی سامنے رکھی ہے لیکن دراصل ای۔ اے۔ سی نے پیش کیا ہے۔ اس سے یہ یاد کرانا مقصود تھا کہ کھانا بظاہر تمہاری ماں بہن یا بیٹے بیٹیاں پیش کرتی ہیں۔ مگر وہ اس میں واسطہ بنتے ہیں۔ اصل میں یہ کھانا خداتعالیٰ نے دیا ہے۔ اور جب انسان کو پتہ لگ جاتا ہے اور بار بار یہ مضمون اس کے سامنے دہرایا جاتا ہے کہ درحقیقت یہ نعمتیں عطا کرنے والا خداتعالیٰ ہے وہی ہمیں کھانا دیتا ہے وہی ہمیں پانی دیتا ہے وہی ہمیں پہننے کو کپڑا مہیا کرتا ہے تو آہستہ آہستہ اس کی طرف دل مائل ہوجاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوجاتی ہے۔

میں نے پچھلے خطبہ میں اس بات پر زور دیا تھا کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو اس بات کی عادت ڈالی جائے کہ وہ

کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ

پڑھ لیا کریں۔ پانی پئیں تو پہلے بسم اللہ پڑھ لیں۔ کپڑا پہنیں تو پہلے بسم اللہ پڑھ لیں۔ اسی طرح کوئی اور نئی چیز استعمال کریں تو بسم اللہ پڑھ لیں۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ یہ چیزیں خداتعالیٰ کی ہیں۔ اس لئے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کا نام لے کر اور اس کے احسان کو مانتے ہوئے ہم اس کا استعمال کرتے ہیں۔ اور جب انسان کوئی چیز استعمال کر لیتا ہے تو وہ کہتا ہے الحمد للہ۔ یعنی وہ دوبارہ خداتعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ الحمد للہ تو وہ پچھلے شکروں کو بھی ملا لیتا ہے۔ جب وہ بسم اللہ کہتا ہے تو کسی خاص چیز کی طرف اشارہ کرکے کہتا ہے۔ کہ میں یہ کھانا خداتعالیٰ کا نام لے کر استعمال کرنے لگا ہوں لیکن

الحمد للہ کہتے ہوئے

کوئی خاص چیز اس کے سامنے نہیں ہوتی بلکہ وہ تمام پچھلی چیزوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے۔ کھانا کھانے کے بعد کوئی الحمد للہ کہتا ہے تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ میں اس کھانے اور اس سے پہلے جو کھانے میں کھا چکا ہوں ان سب کے عطا کرنے پر شکریہ ادا کرتا ہوں یا مثلاً وہ کپڑا پہنتا ہے تو وہ کہتا ہے میں اس کپڑے اور ان سب کپڑوں کا جو اس سے پہلے میں پہن چکا ہوں شکریہ ادا کرتا ہوں یا جوتی پہنتا ہے تو وہ کہتا ہے۔ میں اس جوتی اور ان سب جوتیوں کے لئے جو میں نے اس سے پہلے پہنیں ہیں۔

خداتعالیٰ کا شکریہ

ادا کرتا ہوں یا عقل وہ استعمال کرتا ہے تو کہتا ہے میں اس تدبیر کا جو تو نے سکھائی اور تمام راستوں کا جو تو نے مجھے ماں کے پیٹ سے سکھانے شروع کئے تھے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ پھر وہ بسم اللہ کہہ کر اپنے ماں باپ بہن بھائی بیٹا بیٹی بادشاہ رعایا بلکہ جانوروں نباتات اور جمادات جن کے ذریعہ اسے کھانا پہنچا ہے سب کو اکٹھا کر کے کہتا ہے۔ الٰہی! میں خوب سمجھتا ہوں کہ یہ تیری ہی طرف سے ہے۔ اب دیکھو یہ ایک چھوٹی سی چیز ہے لیکن یہ ایک طبعی راستہ ہے اب کوئی سکھے کہ ماں سے محبت کیسے پیدا ہوتی ہے۔ تو ہم اسے کہیں گے۔ یہ تو سیدھی سادی بات ہے۔ ماں تمہیں دودھ پلاتی ہے اور تم اسے روزانہ دودھ پلاتے دیکھ کر اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہو۔ اس میں نیا گر کیا ہے دنیا میں تم سے کوئی انسان بھی نہیں پوچھے گا کہ ماں کی محبت پیدا کرنے کا کیا گر ہے۔ لوگ بیوی سے محبت کرتے ہیں۔ ماں باپ سے محبت کرتے ہیں بہن بھائیوں سے محبت کرتے ہیں۔ اولاد سے محبت کرتے ہیں۔ اور تم کبھی دوسروں سے ان کی محبت پیدا کرنے کا گر نہیں پوچھتے۔ صرف اس لئے کہ یہ محبت ہم اس طبعی ذریعہ سے پیدا کرتے ہیں۔ جو خداتعالیٰ نے بنایا ہے لیکن

خداتعالیٰ کے معاملہ میں

لوگ تماشا چاہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں یہ تو بتایئے کہ تعلق باللہ پیدا کرنے کا کونسا گر ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ تعلق باللہ کے لئے کسی خاص طریق پر عمل کرنے کی ضرورت ہے اور امید رکھتے ہیں کہ انہیں بتایا جائے گا کہ قبرستان میں جاؤ اور ٹانگیں آسمان کی طرف کرکے لٹک جاؤ یا پانی میں ریت ملا کر پیا کرو یا صبح اُٹھ کر ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر فلاں منتر پڑھا کرو تو خداتعالیٰ کی محبت پیدا ہو جائے گی۔ حالانکہ ان چیزوں کا خداتعالیٰ کی محبت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ سیدھی بات ہے کہ خداتعالیٰ کا احسان مخفی ہے جس کی وجہ سے تمہارے اندر اس کی محبت پیدا نہیں ہوتی۔ تم اس کے احسانات کو نمایاں طور پر اپنے سامنے لاؤ تو اس کی محبت پیدا ہو جائے گی اور اسے نمایاں طور پر سامنے بسم اللہ اور الحمد للہ لاتی ہیں۔ اس میں کسی گر کی ضرورت نہیں۔ لیکن لوگ اسے بھول جاتے ہیں اور گدی نشینوں۔ مولویوں اور پیروں کے پاس سالہا سال تک بیٹھے رہتے ہیں کہ وہ کبھی خوش ہوکر انہیں بتائیں کہ تم ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر فلاں وظیفہ پڑھا کرو تو خداتعالیٰ کی محبت پیدا ہو جائے گی۔

یہ طریق غیر طبعی ہے

تم کبھی یہ نہیں کہتے کہ ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر تم فلاں وظیفہ پڑھو تو ماں کی محبت پیدا

ہو جاتی ہے یا اپنی ننگی پیٹھ پر دس کوڑے مار دو تو باپ کی محبت پیدا ہوتی ہے اگر تمہیں ایسا کہا جائے تو تم کہو گے ان چیزوں کا ماں باپ کی محبت کے ساتھ کیا تعلق ہے لیکن خدا تعالےٰ کی محبت پیدا کرنے کا سوال آتا ہے۔ تو تم گڑ بڑ چھنے لگ جاتے ہو اور دہی بے جوڑ بات تمہیں درست معلوم ہونے لگ جاتی ہے۔ غرض تعلق باللہ کا ...

ایک بڑا نسخہ

ہے تم اپنے بچوں کو یہ باتیں سکھاؤ اور پھر ان کا مطلب سمجھاؤ۔ جب تم ہر کام سے پہلے بسم اللہ کہو گے تو انہیں خیال پیدا ہو گا کہ اصل احسان خدا تعالےٰ کا ہے کہ اس نے ہمیں کھانے کو دیا۔ چنے کو دیا۔ بسم اللہ کہہ کر ہم اقرار کرتے ہیں کہ بے شک روٹی ماں نے پکا کر دی ہے۔ چلے شاک ٹی بیوی نے پکا کر دی ہے۔ لیکن گندم خدا تعالےٰ نے دی ہے یا تم کہتے ہو کہ روٹی تو ماں نے پکائی ہے اور پیسے باپ نے دیئے ہیں۔ لیکن ماں کو ہاتھ خدا تعالےٰ نے دیئے ہیں اگر خدا تعالےٰ ہاتھ عطا نہ کرتا تو وہ روٹی کس طرح پکاتی۔ اسی طرح جب بھی کوئی چیز شروع کرنے سے پہلے تم بسم اللہ پڑھو گے تو

خدا تعالےٰ کا احسان

تمہیں یاد آ جائے گا اور اس طرح تمہارے دل میں اس کی محبت پیدا ہو گی۔ اور محبت طبعی طریق سے پیدا ہو گی۔ غیر طبعی طریقوں سے نہیں۔ تم اگر دروازے کے ذریعہ مکان میں داخل نہیں ہوتے بلکہ دیوار پھاند کر آتے ہو تو یہ طبعی طریق نہیں۔ اس سے بجائے فائدہ کے تمہیں نقصان ہو گا۔ ہو سکتا ہے تمہاری ٹانگیں ٹوٹ جائیں یا کوئی اور نقصان پہنچ جائے یا ہو سکتا ہے کوئی تمہیں چور سمجھ لے اور تمہیں پکڑوا دے اور حکومت سے سزا دلوا دے۔ غرض یہ چھوٹے چھوٹے رستے ہی طبعی راستے ہیں جو انسان کے لئے نجات اور محبت الٰہی کے پیدا کرنے کا موجب ہوتے ہیں۔ (الفضل ۲۶ جون ۱۹۶۰ء)

اظہار تشکر و درخواست دعا

خدا تعالیٰ کے فضل اور بزرگوں اور برادران جماعت کی دعاؤں کی برکت سے میرا چھوٹا لڑکا عزیزم میر محمد اسحٰق صاحب ناصر نے امسال عثمانیہ یونیورسٹی سے ایم۔ اے۔ بی۔ ایڈ اول کلاس میں پاس کیا ہے۔ بزرگان و برادران جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز کی اس نمایاں کامیابی کو علمی دینی و دنیوی ترقیات کا پیش خیمہ بنائے اور اسلام اور احمدیت کیلئے نیز خاندان کیلئے نیک اور بابرکت ثابت کرے۔ عزیز کو میسرٹ بریلیہ سٹی (انگلینڈ) میں پی۔ ایچ۔ ڈی میں داخلہ بھی مل گیا ہے۔ اس سلسلہ میں بھی احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ عزیز کو سرپرائی ...

متحدہ ہندوستان میں مسیحیت اور اس کا دفاع

(۲)

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

مسئلہ جہاد و تثلیث وغیرہ | نیچے بات یہ ہے کہ یہ موضوع سب حث جن کا اوپر ذکر کیا گیا۔ ان کا اسلام کی حقانیت و صداقت سے اتنا تعلق نہیں۔ جتنا علمی تحقیق اور عالمانہ ژرف نگاہی سے ہے۔ اس قسم کے غور طلب مسائل ہر مذہب میں پائے جاتے ہیں اور ہر مذہب کا کفیل اپنی اپنی قابلیت و استعداد کے مطابق ان پر اظہار خیال کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہم ان مناظرانہ سرگرمیوں میں کسی کا جوش و خروش کم ہوتے نہیں دیکھتے ہیں۔ اور مناظرے کا زمانہ طول پکڑ جاتا ہے مولوی رحمت اللہ صاحب اور مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے بعد اور بیسیوں علماء اسلام میدان مناظرہ میں آتے ہیں۔ اور ان مسائل پر اپنا اپنا زور علم و بیان دکھاتے ہیں۔

یسوع مسیح اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شخصیتیں | دراصل اسلام اور مسیحیت کے درمیان حد فاصل قائم کرنے والا کوئی مسئلہ ہے۔

یعنی جناب یسوع مسیح اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شخصیات کا مسئلہ از روئے قرآن ان دونوں میں سے کون سی شخصیت دوسرے سے افضل ہے؟

یہ ظاہر ہے کہ ہر مذہب کی بنیاد شخصیت پرستی ہے۔ اور اسی لئے ہمیں مسیحیت یا اسلام کو سمجھنے سے پہلے جناب یسوع مسیح اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو سمجھنا پڑتا ہے۔ دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں جس کو ہم اس کے بانی سے الگ کر کے سمجھنے کی کوشش کر سکیں۔ ہر مذہب کی عزت و ناموس بانی مذہب کی عظیم شخصیت، اعلیٰ کردار اور پاکیزہ تعلیمات کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسیحی بار بار اپنے سٹیج سے یسوع مسیح کو پیش کرتے ہیں۔ اور مسلمان نجات کے لئے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار ضروری قرار دیتے ہیں۔

اس مذہبی اصول کے ماتحت ہر مذہب کے داعیوں کا یہ فرض منصبی ٹھہرتا ہے کہ وہ بانی مذہب کی شخصیت اور سیر و سوانح غیر مبہم الفاظ میں بیان کرے۔ پھر ان شخصیتوں کے سمجھنے کا سب سے معتبر ذریعہ ان کی الہامی کتب ہوتی ہیں جنہیں اہل مذاہب یقینی اور واجب الایمان سمجھتے ہیں۔ اگر ان کی شخصیت الہامی کتاب سے آ جائے میں

دکھائی جا سکے تو فریق مقابل کے لئے یہ طریقہ زیادہ قابل فہم ہوتا ہے۔ اسی اصول کی بنا پر علماء اسلام یسوع مسیح کی شخصیت و سیرت مسیحیوں کی کتاب مقدس اناجیل اربعہ سے معلوم کرنا چاہتے تھے اور مسیحی پادری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شخصیت و سیرت پر قرآنی آیات کا مطالبہ کرتے تھے لیکن یہ جو کہا گیا ہے کہ

جن کے رتبے ہیں سوا ان کی سوا مشکل ہے

یہ قول یہاں بھی صادق آتا ہے۔ اس قاعدے کے ماتحت مسیحیوں کیلئے صرف یہ فرض قرار پاتا ہے کہ وہ یسوع مسیح کی شخصیت و سیرت اناجیل اربعہ کی روشنی میں پیش کریں۔ لیکن ایک مسلمان کی ذمہ داری دہری ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید میں صرف حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اسوۂ حسنہ پر ہی روشنی نہیں ڈالی گئی ہے۔ بلکہ اس میں جا بجا مسیح بن مریم کی شخصیت۔ ان کی صاف ستھری زندگی اور بلندی درجات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی اس حق بیانی سے مسیحیوں کو ناجائز فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملا۔ وہ اب اناجیل اربعہ کو چھوڑ کر قرآن کی طرف بڑھے اور یسوع مسیح کی شخصیت و سیرت قرآنی مسلمات سے پیش کرنے لگے۔ پھر وہ اس کا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و شخصیت سے مقابلہ کرتے۔ وہ علماء اسلام جو حیات مسیح اور آخری زمانے میں ان کے نزول کے قائل ہیں۔ ان کے لئے یہ صورت حال انتہائی مایوس کن تھی۔ وہ مسیحیوں کے ان سوالوں کا کوئی معقول جواب نہیں دے سکتے تھے۔ جن کا مذکورہ بالا نتائج میں ذکر کیا گیا ہے۔ اسی لئے جہاں ہم علماء اسلام کو الوہیت مسیح، تثلیث اور کفارہ کے مسائل پر بحث کرنے میں دلیر پاتے ہیں۔ وہیں ان کو یسوع مسیح، حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا مقابلہ کرنے میں گریز کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔

آزاد خیال علماء کی سرگزشت | یہ تو قدامت پرست

طبقے کی سرگزشت ہے۔ دوسرا طبقہ جو ان دنوں مسیحیوں کے مقابل اسلام کی طرف سے دفاع میں حصہ لے رہا تھا۔ وہ سر سید احمد اور ان کے ساتھیوں کا گروہ ہے۔ ان میں مولوی چراغ علی اور سید امیر علی کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ لوگ بہت سے مسائل میں پہلے گروہ سے مختلف الخیال تھے۔ حیات مسیح کے قائل تھے نہ قرآن مجید ...

بعض لوگ کے یہ مشہور تھے۔ جنت دوزخ کو روحانی ما برا قرار دیتے تھے۔ مولانا الطاف حسین حالی نے سر سید کی تفسیر القرآن سے باون ۵۲ ایسے مسائل پیش کئے ہیں۔ جن میں انہوں نے تمام مفسروں سے اختلاف کیا ہے۔ مسیحی پادری عموماً عقیدہ حیات مسیح و نزول مسیح کے بعد اسلام کو تمام مسائل میں مطعون کیا کرتے تھے بالخصوص جہاد۔ مسئلہ غلامی اور مسئلہ تعدد ازدواج سر سید اور ان کے ساتھیوں نے ان مسائل پر خوب حق تحقیق ادا کیا۔

خطبات احمدیہ | سر سید احمد کو سب سے زیادہ تکلیف سر ولیم میور کی کتاب "لائف آف محمدؐ" سے پہنچی تھی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسانیت کے دو بڑے دشمن۔ محمدؐ کی تلوار اور محمدؐ کا قرآن۔ اس زمانے میں انگریز حکام عیسیٰ مسلم آزار پالیسی پر عمل کر رہے تھے۔ اس کا یہ ایک نمونہ ہے۔ الفنسٹن گورنر بمبئی نے پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ "پیغمبر باطل" کہا تھا۔ سر ولیم میور نے انسانیت کا دشمن قرار دیا۔ سر سید احمد نے اس گمراہ کن و فتنہ انگیز کتاب کا انگریزی و اردو میں جواب تحریر کیا۔ جو خطبات احمدیہ کے نام سے شائع ہوا۔

سر سید نے مسئلہ غلامی پر بھی ایک کتاب لکھی۔ "ابطال غلامی" اور اس میں دعوے کیا کہ اسلام غلامی کا مخالف ہے انہوں نے اس پر قرآن کریم کی آیت اما منا بعد و اما فداء سے استدلال کیا ہے۔

مولوی چراغ علی | مولوی چراغ علی صاحب نے مسئلہ جہاد پر ایک محققانہ کتاب لکھی۔ اس میں ثابت کیا کہ عہد نبوی کی ساری جنگیں دفاعی تھیں۔ اس کا اردو ترجمہ "تحقیق الجہاد" کے نام سے شائع ہوا ہے۔ ان کی دوسری تصنیف "اعظم الکلام فی ارتقاء الاسلام" ہے۔ یہ کتاب بھی ایک پادری کے جواب میں ہے۔ جس نے یہ اعتراض کیا تھا کہ اسلام ترقی کا مخالف ہے۔ ان کی تیسری تصنیف "لسانیات مسئلہ ... ہے۔ اس کا موضوع نام سے ہی ظاہر ہے۔

سید امیر علی | سر سید احمد کے تیسرے رفیق "سید امیر علی" تھے یہ بنگال کے باشندے تھے اور ان مسلمانوں میں سے تھے۔ جنہوں نے علی گڑھ کالج قائم ہونے سے پہلے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی اور پھر اعلےٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے یورپ گئے۔ انہوں نے قانون اور اسلام پر بہت اچھے درجے کی کتابیں لکھی ہیں۔ اسلامیات پر ان کی جو کتب ہیں۔ ان میں سے مشہور "اسپرٹ آف اسلام" ہے۔ یہ سیرت نبوی اور اسلامی تعلیمات پر بہت مفید اور مستند وزن سے کی کتاب سمجھی گئی ہے۔

(باقی)

... اور بری صحبتوں سے محفوظ رہتے ہوئے اور صحت و عافیت ... کیساتھ علمی میدان میں ... عملی تحصیل علم کی تکمیل کرواتے ہوئے اور ... باامراد واپس ... مسلم اور احمدیت ... خادم سلسلہ بنائے۔ آمین۔ خاکسار ...

اسبابِ ناکامی

اس مختصر سی روئداد سے ظاہر ہے کہ انیسویں صدی عیسوی مسلمانوں کے لئے بڑا پرآشوب زمانہ تھا۔ مسیحیوں کا ستارۂ اقبال عروج پر تھا۔ اور وہ اپنے زعم اقتدار میں اسلام پر گندے سے گندے اعتراض کر رہے تھے۔ مسلمان مفکر خواہ وہ قدامت پرست ہوں یا تجدد پسند، دونوں اس صورتِ حال سے بے چین تھے۔ ان سبھوں کی توجہ تردیدِ مسیحیت پر مرکوز ہو گئی تھی۔ مگر ہندوستان کی مذہبی تاریخ گواہ ہے کہ اخلاص و نیک نیتی کے باوجود ان میں سے کوئی طبقہ مسیحیت کے مقابل کوئی مستقل محاذ قائم نہ کر سکا نہ ان کے ذریعہ اسلامی مبشروں اور داعیوں کی کوئی ایسی جماعت قائم ہو سکی۔ جس کا مقصد ہی "کسرِ صلیب" ہو۔

اس جگہ ہم اس ناکامی کے اسباب کا پتہ لگانا چاہتے ہیں۔ پہلے گروہ کی ناکامی کا سبب تو معلوم ہو چکا کہ عقیدۂ حیاتِ مسیح کی موجودگی میں یسوع مسیح پر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ثابت نہیں ہو سکتی۔

البتہ دوسرے گروہ کی ناکامی قابلِ غور ہے۔ اس لئے کہ یہ گروہ نہ حیاتِ مسیح کا قائل تھا نہ مسائل شرعیہ میں اجتہاد کا مخالف۔ پھر یہ با اثر اشخاص کی جماعت تھی۔ اور مسیحیوں کے مقابل ایک جدید علم کلام سے کام لے رہی تھی۔

تعلق باللہ کا فقدان

اس طبقے کی ناکامی کا سبب یہ تھا کہ یہ لوگ قوم کے سامنے کوئی ایسا نمونہ نہیں پیش کر سکے۔ جو عقل و فکر کے ساتھ روحانی تصرفات کی قوت بھی رکھتا ہو۔ اسلام صرف "عقل" "منطق و فکر" کا نام نہیں۔ نہ مسلمان اس جماعت کو کہتے ہیں جو خشک فلسفہ و افکار کی تلقین کرتی ہو۔ اسلام اور اسلامی جماعت کی اصل بنیاد "تعلق باللہ" پر ہے۔ سر سید اور ان کے رفقاء علم و فکر کی دنیا میں یگانۂ روزگار سہی۔ مگر بدقسمتی سے وہ لوگ تعلق باللہ پیدا کرنے کے حقیقی ذرائع سے نابلد تھے۔ دعا جس کے ذریعہ بندہ خدا سے مناجات و سرگوشی کرتا ہے۔ وہ اس کے بھی قائل نہیں تھے۔ خدا نے دعا کرنے کی تلقین کی ہے۔ اور استجابت کا وعدہ کیا ہے۔ یعنی ادعونی استجب لکم۔ اب جس فلسفے اور علم کلام میں دعا ہی کی گنجائش نہ ہو اس کی لقاء کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان قابلِ قدر ہستیوں نے اسلام کے دفاع کے لئے بہت قیمتی لٹریچر چھاپا کیا۔ مگر کوئی جماعت لبیک کہتی ہوئی ان کے گرد جمع نہیں ہوئی۔

وہ لوگ جو اس نکتے کو نہیں سمجھتے وہ سر سید کی اس غیر مقبولیت کو اس کی مدح میں پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ اس میں ان کی توہین ہے۔ کیا وہ ملک میں اپنے ہم خیالوں کی ایک جماعت پیدا نہیں کرنا چاہتے تھے؟ اگر یہ بات نہیں تھی تو انہوں نے رسالہ "تہذیبِ اخلاق" کیوں جاری کیا؟ اور اس کے ذریعہ اپنے جدید علم کلام کی اشاعت کیوں کرتے رہے؟

اس جگہ ایک غلط فہمی کا ازالہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ سر سید اور ان کے رفقاء میں نور روحانیت نہ ہونے کے یہ معنے نہیں کہ وہ حضرات ارکانِ اسلام یا دیگر اسلامی عبادات کے قائل نہ تھے۔ سر سید تو وہابی تھے۔ اور اکثر اپنے کو نیم چڑھا وہابی کہا کرتے تھے۔ یعنی وہابیت میں غلو کرنے والا۔ ایسا انسان ارکانِ اسلام اور عباداتِ بدنی سے انکار نہیں کر سکتا۔ مگر ظاہر میں باطن کی تلاش جو صوفیا کرام کا طریقہ ہے۔ یہ اس کی ضرورت تسلیم نہیں کرتے تھے۔

عصر حاضر کے اشعری و معتزلی

ان دونوں گروہوں کو ہم انیسویں صدی عیسوی کے اشعریوں اور معتزلیوں کا گروہ کہہ سکتے ہیں۔ ان دونوں نے اسلام کی طرف سے دفاع کی زبردست خدمات انجام دی تھیں مگر عوامی ذہن پر ان کا اثر دیرپا ثابت نہیں ہوا۔ اور نہ آج ان کی یادگار صرف مناظرانہ کتب ہی رہ گئی ہیں جو دینی درسگاہوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔

طبقۂ اولیاء اللہ

اس کے مقابل ہم کو تاریخ امت میں اور ایک گروہ کا پتہ چلتا ہے۔ وہ اولیاء اور صوفیاء کا گروہ ہے۔ جنہوں نے اپنے علمی محاسن عملی کردار اور بے ریا خدمات کے ذریعہ عوامی ذہن پر نہایت گہرا اثر ڈالا ہے۔ جو عالمانہ وقار و سنجیدگی کے ساتھ تزکیہ نفس کا بھی خیال رکھتے تھے جو اپنے علم اور زورِ بیان سے زیادہ اپنے تجربۂ نیم شبی پر اعتماد کیا کرتے تھے یہی امت کا وہ مقدس طبقہ ہے۔ جن کی تربت کے ترانے ابھی تک گائے جاتے ہیں۔ اور جن کے نام پر ابھی تک بہت سی انجمنیں مذہبی کام کر رہی ہیں۔

ظہورِ قدسی

یہ امت کے صدر اول کی تاریخ ہے۔ انیسویں صدی عیسوی نے پھر زمانے کی وہی تاریخ دہرائی پھر مناظرہ و مباحثہ کی محفلیں گرم ہوئیں اور حق و باطل اس رزم گاہ میں صف آرا ہوئے۔ عالموں کے زور آور مقالات سے میدانِ مناظرہ کی فضا گونج اٹھی مگر انصاف کی عدالت کسی کے حق میں فیصلہ نہ دے سکی۔ اور مذہبی مسلمات کی آوازیں اسی شور و ہنگامہ میں غلط ملط ہو کر رہ گئیں۔ زمانے کا یہ نقشہ دیکھ کر حق و باطل کے درمیان ایک خطِ فاصل کھینچنے ایک ایسا مقدس وجود اٹھا۔ جس کو تقریر و تحریر سے زیادہ اپنی دعائے نیم شبی پر اعتماد تھا۔ اور جو اپنے ساحرانہ علم و بیان کے باوجود خدا کو ہی معرفت القلوب مانتا تھا۔ اس عارف باللہ کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

یہاں پہنچ کر میں اس قابل ہوتا ہوں کہ زمانے کا اس مرد خدا آگاہ سے تعارف کراؤں۔ اور مسیحیوں کی شکست کے اصل سبب کا پتہ لگاؤں۔

ہندوستان کے اس سبزہ زار میں جہاں رنگ برنگ پھول کھل چکے تھے جہاں کرشن چندر جی نے گیان کی مرلی بجائی تھی۔ جہاں داتا گنج ہجویری نے روحانیت کا باب چھیڑا تھا اور جہاں مشہد بالاکوٹ کا دردناک واقعہ پیش آ چکا تھا۔ وہیں اب ایک دانائے روزگار اور واقف اسرار خفی و جلی کا ظہور ہوا۔

اس ظہورِ قدسی سے عالم کائنات کے بہت سے اسرار کا انکشاف ہو گیا انسان کو قضا و قدر کی بہت سی باتیں معلوم ہو گئیں اور علم و فلسفے کی بہت سی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھ گئیں۔

اس انسان کامل میں بچپن سے ہی پیغمبرانہ خصوصیات پائی جاتی تھیں وہ دوسرے پیغمبروں کی طرح مردانہ حسن کا ایک کامل نمونہ تھا۔ یہ زمانہ جب میں یہ تحریر قلمبند کر رہا ہوں ان کے بزرگ صحابیوں کا زمانہ کہلاتا ہے۔ اس وقت ہند و پاک کے وسیع علاقے میں بہت سے ایسے صحابہ موجود ہیں جنہوں نے اس کے دیدار سے اپنی آنکھیں منور کی ہیں۔ اور کئی تذکرہ نگار اس کی صورت و سیرت پر کتابیں لکھ چکے ہیں۔ ان سبھوں کی متفقہ روایت ہے کہ اس کا چہرہ نہایت وجیہہ و دلکش تھا۔ رخسار بھرے بھرے تھے۔ آنکھیں موٹی موٹی اور ڈھکی ڈھکی سی تھیں۔ سر کے بال سیدھے اور لمبے تھے۔ البتہ کنارے کا حصہ کچھ خم کھا جایا کرتا تھا۔ قد درمیانہ تھا۔ جسم نہایت مضبوط و سڈول اور ہمیشہ کندن کی طرح چمکتا رہتا تھا۔ کوئی آنکھ ایسی نہیں تھی جو اس کے حسن سے مرعوب نہ ہوئی ہو۔ شاید کسی نے یہ شعر اسی کا چہرۂ زیبا دیکھ کر کہا تھا۔

چہ حسنت آنکہ در دیدم رخت را صد نظر ہم
ہنوزم آرزو باشد کہ یک بار دگر بینم

وہ اس دورِ مادیت میں روحانی اقدار قائم کرنے آیا تھا عنفوانِ شباب میں ہی اس کی طبیعت پر عشقِ الٰہی کا رنگ غالب آ گیا۔ اور وہ ایک خانہ آبادی جاگیردار کے آراستہ و پیراستہ دیوان خانے پر مسجد کی چٹائی کو ترجیح دینے لگا۔

ملائکہ کی جلوت، جب دنیا پرستوں کی محفل میں جام و سبو کے کھنکنے کی آواز آنے لگتی اس کا دل آستانۂ الٰہی پر جبہ سائی کے لئے بے قرار ہو جاتا۔ جگمگاتے ہوئے قمقموں کو چھوڑ کر شب کی تاریکی میں آ جاتا اور دیر تک خدا سے راز و نیاز کی باتیں کرتا رہتا۔

انیسویں صدی عیسوی کا آخری دور جب ہر طرف ایک نیا "نظام فکر" جنم لے رہا تھا اور عوام و خواص کا انداز غور و فکر بدل رہا تھا۔ اس نے ان تمام صنم کدوں کو چھوڑ کر آستانۂ الٰہی کا رخ کیا۔ اور پیغمبرانہ سنت کے مطابق خدا سے پیمان وفا باندھا۔

وہ جس کے ظہور سے اس زمانے میں غار حرا کی سنت زندہ ہوئی جس نے موسیٰ و فرعون اور ابراہیم و آذر کے مناظرے کی یاد تازہ کر دی۔ وہ جس کی آمد سے باغِ انسانیت میں بہار آ گئی۔

وہ قرآن کا منادی۔ پیشوایانِ اقوام کا قدردان۔ اور بنی نوع انسان کا ہمدرد جسے ہم مقصد تخلیق کا آغاز و انجام کہتے ہیں۔

یسوع مسیح سے اس کا مقابلہ بے فائدہ۔ یسوع کو ایک حواری نے مرغ سحر کی اذان سے قبل تین بار لعنت بھیجی اور اس کو بار بار شیطان نے آزمایا۔ مگر اس کے ساتھی امتحان و آزمائش کی بھٹی میں پڑتے رہے۔ اور اس آستانے سے منہ نہیں موڑا۔ نہ شیطان کو کبھی اس کے قریب آنے کی ہمت ہوئی۔

وہ راستبازوں کا سردار۔
جس کے ساتھی بھی راستباز
نکلے۔

آج ان کی رحلت کو ۵۵ سال کا عرصہ گزر چکا ہے ابھی ان کے کئی جلیل القدر اصحاب زندہ ہیں۔ اللہ رفیق انجمن بنے ہوئے ہیں۔ دوست تو دوست ہی ٹھہرے بہت سے دشمن بھی گواہی دے رہے ہیں کہ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں اس انسان کی نظیر نہیں دیکھی گئی۔ ہم اب حق و باطل کے پیکار میں اسی انسان کو صف آرا دیکھتے ہیں۔ ایسا انسان جو ہر زمانے میں فتح و ظفر کا ستارہ سمجھا گیا ہے۔ مسیحی پادریوں کی وہ فوج جو "البوقرق" کے زمانے سے اسلامیان ہند پر حملہ کر رہی تھی۔ اس شیر خدا کی گرج سے مبہوت زدہ ہو کر پسپا ہونے لگی اس مرد حق شناس نے مناظرے کا رنگ ہی بدل دیا۔ عقیدہ عیسائیت کے نیزہ بدستوں نے مسیح کی صلیبی موت آگاہ و ناگفتہ لکھو کھہے نقطے لانے لگے۔ اور یہ عمارت اب زمین بوسی کی تیاری کرنے لگی۔ (باقی)

صوبہ کشمیر کی جماعتہائے احمدیہ کا تربیتی و تبلیغی دورہ

از مکرم شیخ عبداللہ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

(۱)

جماعتہائے احمدیہ کشمیر کی خواہش کے مطابق صدر انجمن احمدیہ قادیان نے ازراہِ کرم مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب فاضل شاہد کا تقرر مستقل طور پر سرینگر کیا۔ صاحب موصوف کے سرینگر پہنچنے پر مکرم ناظر صاحب دعوت و تبلیغ قادیان نے خاکسار کو لکھا کہ میں آنموصوف کے ہمراہ رہ کر جماعتہائے احمدیہ کا تبلیغی و تربیتی و تعارفی دورہ کروں۔

روانگی برائے شوپیاں

مورخہ ۵ کو ہم بڑے شوپیاں روانہ ہوئے۔ شوپیاں میں چند احمدی احباب رہائش پذیر ہیں۔ مولوی صاحب کا اُن سے تعارف کرایا گیا۔ رات کو قیام مکرم ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب ہیڈ ماسٹر کے ہاں کیا۔ بعض غیر از جماعت افراد سے تبلیغی گفتگو ہوئی۔ اور احباب جماعت کو تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی گئی۔

مانلو میں تربیتی جلسہ

۹ کو ہم مانلو کے لئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں بعض غیر از جماعت احباب کو پیغام حق پہنچایا۔ مقام مانلو میں ایک تربیتی اجلاس زیر صدارت مکرم ماسٹر غلام محمد خان صاحب صدر جماعت احمدیہ شوپیاں و مانلو منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم صاحب صدر نے کی۔ اور نظم خاکسار نے پڑھی۔ خاکسار نے تعارفی تقریر بھی کی جس میں مکرم مولوی صاحب کے تعارف کے علاوہ احباب جماعت کو مولوی صاحب کے ساتھ تعاون اور مرکز سرینگر کو مضبوط بنانے کی تلقین کی۔ خاکسار کے بعد مکرم مولوی صاحب موصوف نے تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر مؤثر اور مبسوط تھی۔ آپ نے (کنت کنزاً مخفیاً) کی تشریح کرتے ہوئے تعلق باللہ پر روشنی ڈالی۔ اور روحانی مقام کو حاصل کرنے کا ذریعہ انبیاء علیہم السلام کا وجود قرار دیا۔ آپ نے دنیوی لیڈروں اور روحانی پیشواؤں میں فرق بیان کرتے ہوئے بتایا کہ سیاسی لیڈر ہوا کا رُخ دیکھ کر اس کے مطابق اپنی پالیسی چلاتے ہیں۔ مگر روحانی پیشوا دنیا کی اصلاح کے لئے احکام دیتے ہیں۔ اسی طرح چونکہ یہ احکام دنیا کے بگڑے ہوئے مزاج کے خلاف ہوتے ہیں۔ اسلئے دنیا ان کی مخالفت پر آمادہ ہو کر حق بات کو مٹانے کی کوشش کرتی ہے۔ لیکن وہ خدا جو کائنات کا خالق و مالک ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔ اپنے رسول کو غالب کرتا ہے۔ اور مخالف ناکام رہ جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت بھی کئی سیاسی پارٹیاں مذہب کی آڑ لے کر دنیا میں اپنا اقتدار حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ ان کے لیڈر مذہب کی خدمت سے زیادہ مذہب کی آڑ میں میدانِ سیاست میں اپنا اقتدار حاصل کرنا چاہتے ہیں ایسی کوشش کا اسلام کی صحیح خدمت اور اشاعت سے کچھ تعلق نہیں۔ مگر وہ خدا جس نے اسلام کی خود حفاظت کرنے کا وعدہ لیا ہے۔ اس نے ٹھیک وقت پر اس زمانہ میں مسیح و مہدی کو مبعوث فرما کر اسلام کے احیاء کا سامان کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ایک خالص روحانی جماعت قائم ہوئی۔ جو احمدیہ جماعت سے موسوم ہے۔ جس کا مسلک صرف دلوں کو فتح کرنا ہے۔ اور مذہب اسلام کی عظمت اور اسلام کو روحانی طور پر غالب کر کے لوگوں کے دلوں کو دنیا کی ملونی اور ہوائے نفس اور دنیا کی محبت سے ہٹا کر خدا تعالےٰ کی محبت اور رضاء الٰہی کو حاصل کرنے اور حقیقی اسلام کو دنیا میں پیش کرنا ہے۔ جماعت احمدیہ رات دن اس میں کوشاں ہے۔ چنانچہ جس کا شیریں پھل ہی دوست کھا رہے ہیں۔ جو اس میں حصہ لے کر دین کو دنیا پر مقدم کر کے دنیا کی محبت اپنے اوپر سرد کر چکے ہیں۔ اور ہر ملک میں پھیل کر صالح مذہبی جماعت کہلاتے ہیں۔ اور ہر حکومت کے فرمانبردار اور امن پسند ہیں۔

مکرم مولوی صاحب کی تقریر دو گھنٹے رہی۔ اس کے بعد صاحب صدر نے سب احباب کا شکریہ ادا کیا اور مولوی صاحب سے پورا پورا تعاون کرنے کی تلقین کی۔ بعد دعا جلسہ برخاست ہوا۔

روانگی برائے رشی نگر

شوپیاں مانلو میں ہی مکرم خواجہ صدر الدین صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ سرینگر اور ایک مخلص احمدی نوجوان مبارک احمد صاحب جو کہ میڈیکل کالج سرینگر میں آج کل ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کا کورس کر رہے ہیں۔ یہ دونوں صاحبان مانلو سے ہمارے ساتھ برائے رشی نگر روانہ ہوئے اور راستہ میں متعلقہ دوستوں کو پیغام حق پہنچایا گیا۔ اس طرح ہمارا وفد رشی نگر پہنچا۔

رشی نگر میں تربیتی جلسہ

رشی نگر میں مکرم مولوی غلام احمد شاہ صاحب مبلغ سلسلہ ہمارے انتظار میں تھے۔ چنانچہ ہمارا قیام مکرم عبدالسبحان صاحب گنائی صدر جماعت کے ہاں رہا۔ بعد نماز شام ایک تربیتی اجلاس زیر صدارت مکرم خواجہ صدر الدین صاحب سیکرٹری تبلیغ سرینگر ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم مولوی غلام احمد شاہ صاحب نے کی۔ اور نظم عبدالسلام صاحب نوجوان احمدی نے بڑی خوش الحانی سے پڑھی۔ اس کے بعد خاکسار نے تعارفی تقریر کی۔ خاکسار نے بتایا کہ دیہات کی تبلیغ دیہات تک محدود رہتی ہے۔ اور مرکزی تبلیغ کونے کونے تک پہنچ کر تبلیغ کو وسعت دلاتی ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ مرکزی تبلیغ کے ساتھ رابطہ قائم کر کے میدانِ تبلیغ کو وسیع بنائیں۔ اور کشمیر کے ہر کونے میں آسمانی آواز کو پہنچانے کی کوشش کریں۔

اس کے بعد مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب مبلغ سرینگر نے تقریر فرمائی۔ آپ نے قرآن کریم کی آیت (وآخرین منھم لما یلحقوا بھم) کی تشریح عمدہ پیرایہ میں بیان فرمائی۔ اور ثابت کیا کہ آخرین کی جماعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسیح و مہدی کے ماننے والے ہیں۔ اور حدیث (لو کان الایمان) کی بھی وضاحت کی۔ آپ نے احباب جماعت کو قادیان بار بار جانا اور اخبار بدر کی خریداری کے متعلق نیز تربیت و تنظیم و تبلیغ میں حصہ لینے کیطرف توجہ دلائی۔ آپ کی تقریر دو گھنٹے تک جاری رہی۔ دعا کے ساتھ یہ جلسہ برخاست ہوا۔ رشی نگر کے گاؤں کی مردم شماری کی گئی۔ گورنمنٹ پرائمری سکول۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول پرائیویٹ سکول دینیات۔ غرضیکہ تعلیمی معیار کو بلند کرنے کے لئے پہلو بھی زیر بحث لائے گئے۔ الحمدللہ کہ احباب جماعت نے ہر طرح تعاون کیا۔

فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

روانگی برائے ماند وجن اور ماند وجن میں تربیتی جلسہ

رشی نگر سے ہمارا وفد ۱۱/۶/۶۳ کو ماند وجن روانہ ہوا راستے میں بعض دوستوں کو تبلیغ کی گئی۔ ماند وجن میں ایک تربیتی جلسہ زیر صدارت مکرم خواجہ صدر الدین صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم مولوی غلام احمد شاہ صاحب نے کی۔ نظم محمد رؤف صاحب نے پڑھی۔ خاکسار نے تعارفی تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب نے ایک مبسوط تقریر کی۔ آپ نے احباب کو خطاب کرتے ہوئے تربیتی امور پر روشنی ڈالی۔ جلسہ بعد دعا برخاست ہوا۔ ہمارا قیام مکرم عبدالعزیز صاحب میر کے ہاں رہا۔

روانگی برائے آسنور

۱۲/۶/۶۳ کو ہمارا وفد ماند وجن سے آسنور کے لئے پیدل روانہ ہوا۔ رستہ میں اکثر دوستوں کو تبلیغ کی گئی۔ اور راہ منزل سے ہوتے ہوئے ہم آسنور پہنچے۔ احباب جماعت منتظر تھے۔ وفد کے آسنور پہنچنے پر جماعت میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ مکرم خواجہ سعید احمد صاحب ڈار جنرل سیکرٹری جماعتہائے احمدیہ کشمیر مکرم مولوی عبدالواحد صاحب فاضل وغیرھا وفد کے ساتھ رہے۔ یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ آسنور کی جماعت میں اتحاد و اتفاق کے علاوہ تعلیم میں بھی ترقی ہے مکرم خواجہ سعید احمد صاحب ڈار جنرل سیکرٹری کے ساتھ پرادنشل نظام کے متعلق بات چیت ہوئی اور عملی تجاویز پر غور کیا گیا۔

آسنور میں تربیتی جلسہ

مکرم ماسٹر سعید احمد صاحب ڈار نے اطفال الاحمدیہ کے گروپ کو پہلے سے اعلان جلسہ تیار کیا۔ یہ گروپ نعرہ ہائے تکبیر کو بلند کرتے ہوئے سارے گاؤں کا چکر لگاتا رہا۔ بعد نماز شام مکرم مولانا مولوی عبدالواحد صاحب فاضل کی صدارت میں جلسہ کا آغاز ہوا۔ تلاوت مکرم محمد یسین صاحب نے کی۔ اور نظم مکرم ماسٹر سعید احمد صاحب ڈار نے پڑھی۔ اس کے بعد احباب جماعت کی خواہش پر کہ مولوی صاحب اپنی تقریر میں اپنا تعارف خود کرائیں) مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب نے تقریر شروع کی۔ آپ نے فرمایا۔ احباب جماعت کی خواہش کے مطابق میں اپنا تعارف بیان کرتا ہوں۔

تقریر کے آغاز میں آپ نے اپنا مختصر تعارف اور قادیان میں رہ کر تعلیم اور بعدہ سرینگر میں بعنوان مبلغ تعین کے ذکر کے بعد آپ نے کہا۔ اس موقعہ پہ خود مجھ پر اور جماعت پر بھی بعض ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ مطابق ہم سب کی

کام کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عظیم الشان مقصد احیائے اسلام ہے۔ اس کے مطابق ہمیں زندہ اسلام کا نمونہ پیش کرنا ہے۔ اور اسی وقت ممکن ہے جبکہ ہمارے اندر ایک دیوانگی کی حد تک تبلیغ اسلام کا جوش اور درد پایا جائے۔ دوران تقریر میں آپ نے فرمایا۔ ہم اپنے کام کو صحیح طور پر اسی وقت انجام دے سکتے ہیں جبکہ ہمارا تعلق مرکز سے قائم رہے۔ اور اس کی صورت یہی ہے کہ بار بار قادیان جانا ہے۔ وہاں پر ہر ایک احمدی کو اپنی مرکزی آواز کو سننا ہے۔ یعنی اخبار بدر کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ ہر فرد جماعت باقاعدہ اس کا خریدار ہو۔ آپ کی تقریر نے سامعین پر گہرا اثر کیا۔ اور زیادہ دقت ہونے کی وجہ سے جلسہ برخاست کیا گیا۔

دوسری تقریر

بعد نماز صبح خاکسار نے قرآن کریم کی آیت هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ کی روشنی میں احباب کو اس نیک اور پاک تجارت میں حصہ لینے کی تلقین کی جس کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔ خاکسار نے حضرت ہاجرہ رضی حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ اور چیدہ چیدہ واقعات کو پیش کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہم بھی مالی جانی قربانی غرضیکہ اس تجارت میں حصہ لیں گے۔ تو اللہ تعالےٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ خاکسار نے احباب کو مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین کی۔ اور رضاء الٰہی کے پیش نظر ہر ممکن قدم اٹھانے اور تقویٰ و طہارت قائم رکھنے مرکز کے حکم کی پابندی یعنی خلافت کے ساتھ وابستگی وغیرہ کی تلقین کی۔ بعد دعا یہ تقریر ختم ہوئی۔

آسنور سکول میں تقریر

مکرم ماسٹر محمد احمد صاحب ڈار جنرل سیکرٹری کی خواہش کے مطابق کہ "سکول میں مولوی صاحب کی تقریر ہونی چاہیئے" مکرم مولوی محمد کریم الدین فاضل نے دوپہر کے وقت طلباء سے خطاب کیا جس میں آپ نے بیان فرمایا۔ کہ دنیا کا نظام اسی طرح چلتا آرہا ہے کہ اولاد اپنے والدین کی جگہ لیتی ہے۔ اور ان کے کام کو سرانجام دیتی ہے۔ اس لئے آئندہ زندگی میں بہتر طور پر کام کرنے کے لئے ہم تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اس سے ہماری عقل کی رہنمائی ہوتی ہے۔ اور آگے چل کر [illegible] بوجھ کو بغیر کسی مشکل کے [illegible] سکتے [illegible] کے لئے ضروری ہے کہ [illegible] اپنی تعلیمی بنیادوں کو مضبوط کریں۔ تا اس پر جو عمارت کھڑی ہو وہ بھی پائیدار ہو۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے طلباء کو مختلف مثالوں سے اس بات کی تلقین کی کہ وہ اپنا عملی کردار ابھی سے بلند رکھیں۔ نیز بیان کیا کہ صفائی بہت ضروری ہے۔ اس سے نہ صرف یہ کہ انسان میں جاذبیت پیدا ہوتی ہے۔ بلکہ کئی قسم کی بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں اور اس نتیجے ہمارے خیالات اور دماغ بھی صاف ستھرے ہو کر عمدہ نظریات دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ مولوی صاحب کی تقریر کے بعد خاکسار نے کشمیری زبان میں اس کا ترجمہ کیا۔ اور بچوں کو سمجھایا گیا۔

روانگی برائے شورت

۵/۶/۶۲ بعد دوپہر بسارا ونڈ کرنگام کے راستہ سے شورت پہنچا۔ کرنگام میں بعض زیر تبلیغ احباب سے ملاقات کی گئی جن سے مولوی صاحب موصوف کا تعارف کرایا گیا۔ مقام شورت میں بعض غیر احمدی دوستوں سے تبادلہ خیالات ہوا۔

شورت میں تربیتی جلسہ

۵/۶/۶۲ بعد نماز ظہر بجے ایک تربیتی اجلاس خاکسار کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم ماسٹر عبد الرحیم صاحب شورتی نے کی۔ بعدہ تعارفی تقریر مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب مبلغ سلسلہ نے کی۔

اس کے بعد مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب فاضل نے قرآن کریم کی آیت مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کی تشریح کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ ہم نے جن باتوں کو اعتقادی طور پر تسلیم کیا ہے۔ اس کی شدت کے ساتھ پابندی کرنی چاہیئے اور اس کے ساتھ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اتنی محبت ہونی چاہیئے کہ جیسا حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ مومنوں کی مثال ایک جسم کی مانند ہے۔ اگر ایک عضو کو تکلیف ہو تو سارا جسم اس کو محسوس کرتا ہے۔ اس تعلق میں صحابہ کرام کی قربانیوں کے واقعات بیان کرتے ہوئے احباب کو ایثار اور استقلال کا نمونہ بننے کی تلقین کی۔ اور مرکز سے وابستگی اختیار کر کے زیادہ سے زیادہ قربانی پیش کرنے کی تحریک کی۔ اور اخبار بدر کی اشاعت کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی۔ ایک گھنٹہ تک یہ تقریر جاری رہی۔

مولانا صاحب کی تقریر کے بعد مکرم محمد عبد اللہ صاحب ڈار صدر جماعت احمدیہ شورت نے تقریر کی۔ آپ نے احباب جماعت کو ان کی اہم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلا کر تقویٰ کے اعلیٰ مقام کو حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے کہا۔ ہم صدر انجمن احمدیہ قادیان کے شکر گذار ہیں کہ انہوں نے سرینگر میں ایک عالم کا تقرر کیا ہم مولوی صاحب کو یقین دلاتے ہیں کہ ہمارا ہر ممکن تعاون مولوی صاحب کے ساتھ رہے گا۔ اس کے بعد خاکسار نے صدارتی تقریر کی۔ اور تنظیم کے بعض اہم معاملات کی طرف احباب کو توجہ دلائی۔ بعد دعا جلسہ برخاست ہوا۔

کنی پورہ میں تربیتی اجلاس

۱۶/۶/۶۲ بعد نماز شام کنی پورہ میں تربیتی جلسہ زیر صدارت مکرم [illegible] مولانا مولوی عبد الواحد صاحب فاضل صدر جماعت احمدیہ آسنور منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب مبلغ سرینگر نے تقریر کی۔ آیت هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے اغراض کو بیان کیا اور بتایا کہ حضور علیہ السلام خدا اور مخلوق کے تعلق کو جوڑنے۔ مسلمانوں کی عملی و اقتصادی اصلاح کرنے۔ قرآن مجید کے حقائق و معارف بیان کرنے اسلام کو تمام دنیا پر غالب کرنے نئی زمین اور نیا آسمان اور نیا نظام پیدا کرنے اور اس بات کے منوانے کے لئے آئے تھے۔ کہ موعود اقوام عالم ایک ہی وجود ہے۔ جس کو مختلف رنگوں میں بیان کیا گیا ہے۔ دوران تقریر میں آپ نے اس امر پر بھی روشنی ڈالی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ کیا انقلاب آیا۔ آپ نے بتایا کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ لوگ آپ کا نام تک سننا پسند نہیں کرتے تھے۔ اور ایک زمانہ یہ ہے کہ اب لوگ آپ کو بزرگ اور مجدد کہنے لگ گئے ہیں۔ اور اگر ہم مستقل مزاجی سے بغیر دوسروں کی چاپلوسی اور مداہنت کے اپنا کام کرتے چلے گئے تو وہ دن دور نہیں۔ جبکہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کو پورا ہوتا دیکھیں گے کہ یہ سلسلہ بڑھے گا اور زمین پر محیط ہو جائے گا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ ہمارا مقصد بہت بلند ہے۔ اور بہت وسیع ساری دنیا کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کر دینا ہے۔ یہ صرف باتوں سے نہیں ہوگا۔ بلکہ عمل سے ہوگا۔ اور اپنا معاشرہ ایسا مثالی بنائیں جس سے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد زندہ نمونہ کے طور پر دنیا کے سامنے آجائے۔ اور اس کے لئے بہت ہی زیادہ قربانیوں کی ضرورت ہے۔ ان قربانیوں کو احسن طور پر پیش کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے انصار اللہ۔ خدام الاحمدیہ۔ لجنہ اماء اللہ اور اطفال الاحمدیہ کی تنظیمیں قائم کی ہیں۔ تا ہر ایک طبقہ اپنے دائرہ عمل میں مسلسل جد و جہد کرتا رہے اور اس کے نتیجہ میں اسلامی معاشرہ قائم ہو۔ آپ نے اپنی تقریر ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رکھتے ہوئے۔ آخر میں مرکز سے وابستگی پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ خلافت راشدہ کے دور میں فتنہ و فساد کے بانی وہی لوگ تھے جن کا تعلق مرکز سے قائم نہیں تھا۔ اس لئے آپ لوگوں کو بار بار قادیان جانا چاہیئے۔ اسی طرح آجکل جبکہ پریس کا زمانہ ہے مادہ مختلف سوسائیٹیاں اپنے کئی کئی اخبار نکال کر اپنے نظریات کی تشہیر کرتی ہے۔ نہایت افسوس کا مقام ہوگا کہ اگر ہم اپنے اکلوتے اخبار کی اشاعت کو بڑھا نہ سکیں۔ پس ہر احمدی کا ہے کہ اخبار بدر کا اجرا کرانا چاہیئے۔ آخر پر صاحب صدر نے صدارتی تقریر میں جلسہ کو برخاست کیا۔ آسنور۔ رشی نگر۔ ماندوجن شوپیان۔ کنی پورہ۔ شورت کے جملہ احباب نے ہمارے ساتھ تعاون کیا جس کے لئے ہم تہ دل سے ممنون ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے جملہ احباب کو دین و دنیا میں کامیاب کرے اور جزائے خیر دے۔ آمین۔ (آمین ثم آمین)

اعلانِ دعا

مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال جنہیں پچھلے دنوں دورہ پر سانپ نے ڈس لیا تھا کچھ علاج کے بعد وہ صحتیاب ہو گئے تھے۔ اور دورہ شروع کر دیا تھا۔ لیکن اب انہیں چند روز ہوئے دوبارہ تکلیف شروع ہو گئی ہے۔ جو کہ بڑھتے بڑھتے تشویشناک اور نازک صورت اختیار کر گئی ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اس مخلص کارکن سلسلہ کی شفایابی کے لئے خاص طور پر درد دل سے دعا فرمائیں۔

(ناظر بیت المال قادیان)

علاقہ رانچی کا تبلیغی و تربیتی دورہ!

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فاضل مبلغ مظفر پور

اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور نظارت دعوت و تبلیغ قادیان دارالامان کے حکم سے علاقہ رانچی کا دورہ کرنے کے لئے خاکسار ۱۹ ؍مئی کو مظفر پور سے روانہ ہوکر ۲۰ ؍مئی کو رانچی پہنچ گیا۔ محترم مولوی سید محمد سلیمان صاحب پراونشل امیر بھی اسی روز جمشید پور سے رانچی پہنچے۔ رانچی ریلوے اسٹیشن پر ہی ملاقات ہوگئی۔ سملیہ سے مکرم مولوی سید بدر الدین صاحب معلم وقف جدید بھی پہنچ گئے۔ اور محترم الحاج سید محی الدین احمد صاحب ایڈوکیٹ رانچی کے بنگلہ پر سب کا قیام رہا۔ ساتھ ہی ایک ٹریکٹ بعنوان "اسلام اور خانقاہ رحمانی مونگھیر" پورے شہر میں تقسیم کروا دیا گیا۔ یہ ٹریکٹ حال ہی میں "خانقاہ رحمانی مونگھیر" کے ایک اشتہار کے جواب میں شائع کیا گیا ہے۔ جس میں "خانقاہ رحمانی مونگھیر" کے کسی مبلغ نے نہایت بددیانتی سے کام لیتے ہوئے بعض ایسی تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کی تھیں جو حضور کی کسی کتاب میں نہیں ہیں۔ اس لئے "خانقاہ رحمانی مونگھیر" کو پچاس روپے کا انعامی چیلنج بھی دیا گیا تھا۔ یہ ٹریکٹ دراصل مونگھیر میں تقسیم کیا جانا تھا۔ لیکن "خانقاہ رحمانی" کے ستو کی ایک تقریر رانچی میں بھی ۲۳ ؍مئی کو ہو رہی تھی اس لئے اسے یہاں بھی تقسیم کر دیا گیا تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ

ہاتھی ہے نام جس کا عجب اس کے طور ہیں
کھانے کے دانت اور دکھانے کے اور

چنانچہ اس جوابی کارروائی کا نہایت خوشگوار اثر پڑا۔ اوّل تو احمدیت کے خلاف ان کو بولنے کی جرأت نہ ہوسکی۔ دوم ایک ہی تقریر کے بعد باقی پروگرام کو منسوخ کرتے ہوئے متولی صاحب واپس تشریف لے گئے۔

ہیں کج کمیں نہیں لحاظ نصیحت ہے غریبانہ
کوئی ہو پاک دل ہو دے کرے دل و جاں اس پر قرباں

۲۱ ؍مئی کو ہم تینوں اتر و پہنچے۔ احمدی بھائیوں سے ملکر بڑی مسرت ہوئی۔ نو مئی کا بیں ایک جلسہ کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ ۲۲ ؍مئی کو محترم پراونشل امیر صاحب اور معلم صاحب وقف جدید واپس رانچی پہنچ گئے۔ خاکسار مزید ایک روز کے لئے اترو ٹھہر گیا۔ بعض تربیتی امور انجام دیئے۔ بعض غیر احمدی دوستوں کے سوالات کے جوابات دیتا رہا۔ ۲۳ ؍مئی کو خاکسار بھی رانچی پہنچ گیا۔

۲۴ ؍مئی کو خاکسار نے "اسبغ علیکم نعمہ" کے عنوان پر خطبہ جمعہ پڑھا جس میں تربیتی امور کی وضاحت کی گئی۔ متعدد غیر احمدی معززین سے ملاقات ہوئی۔ سملیہ کے بعض احمدی و غیر احمدی دوست ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ کا نکے میں ان دنوں سید منور احمد صاحب ابن حضرت سید وزارت حسین صاحب ایگریکلچر اسکول میں انسپکٹر ہیں۔ آپ نے میں پرنسپل ساتذہ دیہ وغیرہ دل کو ۲۵ ؍مئی کی شام کو ٹی پارٹی دی۔ اس میں آدھا گھنٹہ تک خاکسار نے "ضرورت مذہب" پر تقریر کی۔ سامعین نے نہایت توجہ سے تقریر سماعت فرمائی۔

۲۶ ؍مئی نماز مغرب سے قبل ہم تینوں کو سملیہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ آج رات کو سملیہ میں جماعت اسلامی کی طرف سے ایک جلسہ ہونے والا ہے۔ جس میں جماعت اسلامی کے دوسرے ورکروں کے ساتھ امیر حلقہ مولانا انیس الرحمٰن صاحب بھی تشریف لا رہے ہیں۔ یہ جلسہ جماعت احمدیہ کی مخالفت میں کیا جا رہا تھا۔ لیکن ہم لوگوں کے بر وقت پہنچ جانے سے ہوا کا رخ ہی بدل گیا۔ جلسہ گاہ میں ہم لوگ بھی مع احمدی احباب کے پہونچ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ مولانا انیس الرحمٰن صاحب تو وہی ہمارے پرانے کرم فرما ہیں جنہوں نے بیکوڑ میں مناظرہ کا چیلنج دیا تھا لیکن جونہی خاکسار بیکوڑ پہنچا تو یہ صاحب ہفتوں کے لئے بیکوڑ سے غائب ہو گئے۔ اور جب خاکسار بیکوڑ سے واپس آگیا تو انہوں نے احمدیوں کو پریشان کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ آخر جنازہ کی کوششوں کا الٹا اثر ہوا۔ اور انہیں بعض ناگفتہ بہ باتوں کے نتیجہ میں مدرسہ کی ملازمت سے سبکدوش کر دیا گیا۔ اور ایسی حالت میں وہاں سے یہ صاحب نکلے تھے کہ شاید پھر کبھی بیکوڑ کا نام نہ لیں گے۔ بعدۂ یہ صاحب رانچی میں بھی مجھ سے ملے اور قادیان جانے کا اظہار بھی کیا۔ آج سملیہ میں جماعت اسلامی کے امیر حلقہ کے لباس میں ملبوس ہو کر ملاقی ہو گئے۔

ناظرین کرام کے اضافہ معلومات کے لئے عرض ہے کہ یہ وہی مولانا انیس الرحمٰن صاحب ہیں جنہوں نے پچھلے دنوں مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دیوبند کی بعض تحریرات مفتی صاحب دیوبند کی خدمت میں پیش کر کے ان پر کفر کا فتوے لگوایا تھا۔

بہرحال مولانا سے علیک سلیک کے بعد خاکسار نے اصل موضوع کے متعلق کہا کہ مولانا! آپ مجھے جانتے ہیں اور میں آپ کو جانتا ہوں۔ ہم لوگ ایک دوسرے کے اجنبی نہیں ہیں۔ لہٰذا یہاں جو بھی کارروائی ہو حق پسندی اور نیک نیتی سے ہو۔ آپ بتائیں کہ کس غرض سے آپ یہاں تشریف لائے ہیں۔ مولانا تو خاموش رہے۔ البتہ جماعت اسلامی کے ایک معلم صاحب بہت جوشیلے ہیں انہوں نے کہا کہ یہاں بعض لوگ احمدی ہو گئے ہیں اس کی وجہ سے دو جگہ نماز ہونے لگی ہے اور بستی میں تفرقہ پیدا ہو گیا ہے۔ خاکسار نے کہا کہ جب سے جماعت احمدیہ اس بستی میں کام کر رہی ہے۔ تب سے ہم لوگ برابر اس کوشش میں ہیں کہ اختلافات جو بہت پہلے سے ان لوگوں میں چلے آ رہے ہیں دور ہو جائیں اور یہ لوگ ایک دوسرے سے محبت و ہمدردی کا برتاؤ کریں۔ بہرحال اختلافات تو بہت پہلے سے چلے آ رہے ہیں اور ایک دوسرے سے اختلاف رکھنے کی وجہ سے بعض لوگ بعض کی اقتداء میں پہلے سے ہی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ پس یہ کوئی ایسا اختلاف اور تفرقہ نہیں ہے۔ جو احمدیت کے قیام کے بعد پیدا ہوا ہو۔

جماعت اسلامی کے معلم صاحب نے کہا کہ ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ یہاں کتنے لوگ احمدیت کو قبول کر چکے ہیں۔ محترم سید بدر الدین صاحب نے فرمایا کہ کچھ لوگ بیعت کر چکے ہیں اور باقی لوگوں میں سے کثیر تعداد دل سے احمدیت کی صداقت کا اعتراف کر چکی ہے۔ اور وفات مسیح کے تو سب ہی قائل ہیں۔ جماعت اسلامی کے معلم صاحب نے کہا کہ ہم باقی لوگوں کو احمدیت کے اثر سے بچانے کے لئے کوشش کریں گے اس لئے یہاں ایک مکتب قائم کریں گے۔ خاکسار نے جواباً عرض کیا کہ یہاں بعض لوگ احمدی ہیں بعض حنفی اور بعض اہلحدیث، جہاں تک میں جانتا ہوں یہاں جماعت اسلامی کا تو ایک فرد بھی نہیں ہے۔ پھر آپ لوگوں کو اس کی کیا فکر پڑی ہے۔ آپ انہیں جماعت احمدیہ کے اثر سے بچانے کے لئے آ رہے ہیں یا ان پر جماعت اسلامی کا رنگ چڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں کہنے لگے کہ جماعت احمدیہ پر تو کفر کے فتوے لگے ہوئے ہیں۔ خاکسار نے کہا اسی طرح جماعت اسلامی پر بھی کفر کے فتوے لگے ہوئے ہیں۔ اس پر جماعت اسلامی کے امیر حلقہ نے دخل دیتے ہوئے فرمایا کہ کفر کے فتووں کو تو آجکل کے علماء نے مرغوب مشغلہ بنا رکھا ہے ان سے کوئی جماعت بھی فتووں سے بچ نہیں سکی۔ معلم صاحب جماعت اسلامی نے کہا کہ دستو! ہم جماعت اسلامی کا یہاں ایک معلم رکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن آپ لوگ جانتے ہیں کہ ہمارا کوئی بیت المال نہیں ہے۔ جہاں سے معلم کے اخراجات پورے کئے جائیں۔ البتہ جماعت احمدیہ کا تو بیت المال قائم ہے اس لئے وہ بغیر تنخواہ کے بھی تعلیم و تربیت کا کام کرتے ہیں۔ کیونکہ انہیں تنخواہ بیت المال سے ملتی ہے لیکن جماعت اسلامی کے معلم کا سارا بوجھ آپ لوگوں کو اٹھانا پڑے گا اگر آپ اٹھا سکتے ہیں تو بتائیں تاکہ یہاں ایک معلم رکھوا دیا جائے۔ معلم صاحب جماعت اسلامی کی یہ آواز صدا بصحرا ثابت ہوئی اور کسی نے بھی اس کا جواب نہ دیا۔ خاکسار نے جماعت اسلامی کے امیر حلقہ کو بار بار ترغیب دلائی کہ اب جبکہ حسن اتفاق سے آپ بھی تشریف لے آئے ہیں اور خاکسار بھی اور مجمع بھی خوب ہے۔ لہٰذا اختلافی مسائل پر بھی تبادلہ خیالات ہو جائے۔ تاکہ مجلس کو حق و باطل میں فیصلہ کرنے کا موقعہ ملے لیکن پوری مجلس کے سامنے انہوں نے اختلافی مسائل پر گفتگو کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ پروگرام کے مطابق اپنی تقریر بھی نہ کر سکے۔ یہ لوگ جو مولانا کو ترغیب دلا کر لائے تھے۔ انہوں نے بھی بار بار اصرار کیا کہ مولانا اپنی تقریر بیان فرمادیں۔ لیکن مولانا نے کوئی تقریر کرنے سے انکار کر دیا۔ سامعین اس حالت کو دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے اور سرکردہ لوگوں نے اعتراف کیا کہ واقعی احمدیت کے زبردست دلائل کے سامنے کسی کو دم مارنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ مجلس برخاست ہوئی اور جماعت اسلامی کے علماء کا یہ وفد ناکام واپس لوٹ گیا۔

سملیہ میں جماعت احمدیہ کے قائم ہونے سے پہلے جماعت اہلحدیث بھی قائم ہو چکی ہے۔ جو تین سمجھدار اور دینی دلچسپی رکھنے والے افراد پر مشتمل ہے۔ معلوم ہوا کہ جماعت احمدیہ اور جماعت اہلحدیث دونوں کی مخالفت کا جذبہ لے کر یہ لوگ سملیہ پہنچے تھے۔ لیکن یہاں پہنچ کر ان لوگوں کا سارا پروگرام فیل ہو گیا۔

اور اہلِ حدیث دوستوں تک پہنچنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔

۲۷ رمئی کو بعد نمازِ مغرب ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں خاکسار نے "صداقتِ احمدیت" کے موضوع پر تقریر کی۔ بستی کے لوگ کثیر تعداد میں شریکِ اجلاس ہوئے اور بہت اچھا اثر لیا۔ سملیہ کے دورانِ قیام دوست جوق در جوق آتے رہے اور مختلف مسائل کے متعلق دریافت کرتے رہے۔ بعض اہلِ حدیث دوستوں نے کہا کہ پھر جب آپ آئیں گے تو آپ کو دوسری بستیوں میں بھی تبلیغ کی غرض سے ضرور لے جائیں گے۔

۲۸ رکی صبح کو ایک دوست بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ احباب سے ان کی استقامت کے درخواست دعا ہے۔

۲۸ ر صبح کو محترم پراونشل امیر صاحب اور خاکسار عازمِ رانچی ہوئے۔ اور محترم سید بدر الدین صاحب سملیہ کے پانچ غیر احمدی دوستوں کو لے کر ارمہ پہنچ گئے۔ ہم لوگ رانچی پہنچے تو حضرت مولانا محمد سلیم صاحب کا تار ملا کہ وہ بھاگل پور سے ۲۸ رکی شام کو رانچی تشریف لا رہے ہیں۔ ریلوے سٹیشن پر آپ کو اھلاً و سھلاً و مرحبا کہا گیا۔ پھولوں کے ہار آپ کو پہنائے گئے۔ آپ کے ہمراہ آپ کے بڑے صاحبزادے عزیزم محمد حلیم بھی تھے۔ ۲۹ رکی صبح کو ایک ٹیکسی اور ایک کار کے ذریعہ رانچی کے احمدی احباب کا وفد مع محترم پراونشل امیر صاحب اور مبلغین کرام لوہردگا پہنچ گیا۔ کیونکہ ۲۹ رکی صبح کو لوہردگا میں وسیع پیمانے پر ایک تبلیغی جلسے کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس اجلاس کی کارروائی "بدر" میں الگ شائع ہو گی۔ لوہردگا کے گلی کوچوں میں محترم سید بدر الدین صاحب نے لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ نکلنا پھر کر خوب تشہیر کی۔ لوہردگا میں جماعت احمدیہ کا سب سے پہلا اور عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ لوہردگا کے دوستوں نے کثیر تعداد میں شرکت فرما کر جلسہ کی کارروائی کو سماعت فرمایا۔ ارد گرد کے تمام احمدی نوجوان بھی اس جلسہ میں شریک ہوئے۔ اور انہی کے زیرِ اہتمام یہ جلسہ ہوا۔ یہ جلسہ دس بجے صبح محترم پراونشل امیر صاحب کی زیرِ صدارت شروع ہوا۔ اور دو بجے تک اس کی کارروائی جاری رہی۔

محترم پراونشل امیر صاحب تو ۲۹ ر کو ہی بھاگلپور کے علاقہ کے دورہ کے لئے تشریف لے گئے۔ اور ۳۰ رمئی کو بعد نمازِ مغرب رانچی میں ایک کامیاب مناظرہ ہوا۔ اس مناظرہ کی رپورٹ بھی الگ "بدر" میں شائع ہو چکی ہے ۳۱ رکی صبح کو محترم سید محی الدین صاحب بھی ایک ہفتہ کے لئے تشریف لے آئے۔ اور محترم مولانا محمد سلیم صاحب کو مزید ایک روز کے لئے آپ نے ٹھہرا لیا۔ یکم جون کو محترم مولانا محمد سلیم صاحب واپس کلکتہ تشریف لے گئے۔ اور ۲ رجون کو محترم سید بدر الدین صاحب سملیہ اور خاکسار اروہ پہنچ گئے۔ خاکسار پانچ جون تک اروہ میں تبلیغی و تربیتی امور کی انجام دیتا رہا۔ اور ۶ رجون کو محترم الحاج سید محی الدین صاحب کی معیت میں خاکسار پروفیسر عزیز احمد صاحب، سید سجاد احمد صاحب ایم۔ اے سید لئیق احمد صاحب ایم اے۔ ایڈیٹر ہفتہ وار "سینٹینل" اور سید شہاب احمد صاحب نمازِ مغرب سے قبل اڑو پہنچ گئے۔ بعد نمازِ مغرب سید صاحب موصوف نے اہلِ بستی کو جو سب کے سب جمع ہو گئے تھے سے خطاب فرمایا آپ نے اپنے احمدی ہونے کے حالات بتائے اور فرمایا کہ میں شروع میں احمدیت کا سخت مخالف تھا۔ اسی مخالفت کے جذبہ میں جبکہ میں علیگڑھ کالج کا طالب علم تھا میں نے ایک احمدی نوجوان کے سر پر ڈنڈا مار کر سر پھاڑ دیا۔ کالج کی طرف سے مجھ پر "فائن" بھی ہوا۔ تب میں نے علمی طور پر احمدیت کا مقابلہ کرنے کے لئے [illegible] سے مولوی محمد علی صاحب کی تصانیف منگوا کر زیرِ مطالعہ رکھیں۔ لیکن مجھے افسوس ہوا کہ ان سب میں گالیاں کیوں اس قدر رکھی ہیں۔ پھر میں نے قادیان سے کچھ کتب منگوائیں۔ ان میں سے میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصنیف تحفۃ الملوک پڑھنی شروع کی۔ ابھی نصف تک پڑھی تھی کہ مجھ پر حقیقت واضح ہو گئی۔ اور میں نے بیعت کر لی۔ آپ نے بتایا کہ میں علاقہ چھوٹا ناگپور کا سب سے پہلا احمدی ہوں میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت صرف اسی جماعت کے ساتھ ہے۔ آج جس قدر علمائے حقانی اور ولی اللہ ہیں وہ صرف اسی جماعت میں ہیں۔ آپ نے علمائے سوء کا بھی کچھ تذکرہ فرمایا۔ دو گھنٹے کے قیام کے بعد احمدیہ وفد بذریعہ ٹیکسی واپس رانچی پہنچ گیا۔

تحفۃ الملوک سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک نادر تصنیف ہے۔ حضور نے غالباً ۱۹۱۲ء میں ایک رؤیا میں نظام حیدر آباد دکن کو بذریعہ تقریر تبلیغ فرمائی۔ بعدہٗ حضور نے اسی تقریر میں اضافہ فرما کر کتابی صورت میں شائع فرما کر نظام موصوف کی خدمت میں پیش کیا۔ اس تصنیف میں ایک انوکھے اور لطیف انداز میں پیغامِ احمدیت کو پیش کیا گیا ہے۔ اور حضور نے اس میں فرمایا ہے کہ یہ پیغام میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ کو پہنچا رہا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے کبھی کوئی لغو حکم نہیں دیا کرتا۔ پھر آخر میں حضور نے فرمایا کہ آپ کی حکومت کا فیصلہ اس کے مطابق ہونے والا ہے (ملخص) چنانچہ نظام حیدر آباد دکن نے اس پیغام سے فائدہ نہ اٹھایا بلکہ شدید مخالفت شروع کر دی اور انہیں بھی محروم گئی اور آخر مشیتِ ایزدی کے مطابق ان کی اپنی زندگی میں ہی ان کی حکومت کا فیصلہ کر دیا گیا۔ اور خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی بات عظیم الشان طور پر پوری ہوئی۔ لیکن اس کے مقابل پر محترم سید محی الدین صاحب نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ آپ احمدیت کے لئے فدائیت کا نمونہ ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اور اپنے اچھے اخلاق، نیکی، دینی شغف، اور غریب پروری کے اعتبار سے چھوٹا ناگپور میں صداقتِ احمدیت کا ایک زندہ نشان ہیں۔ دنیوی اعتبار سے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص

صلاحیتیں عنایت فرمائی ہیں۔ آپ نہ صرف رانچی اور بہار میں بلکہ پورے ہندوستان میں اپنے پیشے کے اعتبار سے نہایت ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ "ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔"

۷ رجون کو خاکسار رانچی سے روانہ ہو کر پٹنہ میں محترم ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب کے دولتکدہ پر ۸ رجون کو پہنچ گیا۔ رانچی اور اڑو کے علاقہ میں آجکل جو مخالفت ہو رہی ہے اس کو فرو کرنے کے لئے جوابی کارروائی کے لئے دو ٹریکٹ طبع کروانے کے لئے خاکسار پٹنہ میں دو روز ٹھہر گیا۔ ۱۰ رجون کو واپس مظفر پور پہنچ گیا۔ ٹریکٹ بعنوان ذیل میمو، کراچی اور لوہردگا بھجوا دیئے گئے ہیں۔

۱۔ "مسئلہ حیات و وفات مسیح" کے متعلق بعض علمائے رانچی اور لوہردگا کے بعض حاجیوں کا ایک اشتہار

۲۔ کھلی چٹھی بنام مولانا نظام الدین صاحب صدر جمعیۃ العلماء رانچی؟

اس دورہ کے اخراجات خصوصی کو مندرجہ ذیل احباب نے برداشت کئے۔

محترم ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب مظفر پور محترم سید داؤد احمد صاحب پروپرائٹر بھارت میڈیکل ہال۔ محترم سید محی الدین صاحب ایڈووکیٹ رانچی۔ محترم مظہر احمد صاحب پال رانچی محترم پروفیسر عزیز احمد صاحب محترم ڈاکٹر سید فاروق احمد صاحب محترم ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب محترم سید لئیق احمد صاحب محترم ماسٹر نظام الدین صاحب رانچی۔

بزرگان و احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان سب احباب جماعت پر اپنی بیش از بیش رحمتیں اور برکتیں نازل فرماوے اور نیک ۔ ہم امیدیں بر لاوے۔ اور دورہ کے بہترین نتائج ظاہر فرماوے۔ آمین

خاکسار عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مظفر پور (بہار)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان کا ریزولیشن (بقیہ صفحہ اول)

کی رقم رقمیت باوجود اس پاکٹ کے تقدس اور مذہبی حیثیت کے ضرور وصول کرلی ہو تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کی واگذار شدہ جائدادوں کی گذشتہ تیرہ سال کی آمد آوا کرایہ سے اسکو منہا کرنے کا فیصلہ فرمایا جائے۔

اس ریزولیشن کی نقول جناب پنڈت جواہر لال نہرو وزیراعظم ہندوستان۔ ڈاکٹر رادھاکرشنن صاحب صدر جمہوریہ ہند۔ ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب نائب صدر جمہوریہ ہند جناب مہرچند صاحب کھنہ، منسٹر بحالیات۔ جناب بخشی غلام محمد صاحب۔ اور جناب سردار پرتاپ سنگھ صاحب کیروں اور پریس کو بھجوائی جائیں۔

خاکسار حکیم بدر الدین عامل

نائب مجلس خدام الاحمدیہ قادیان ۲۸/۶/۶۳

لازمی چندہ جات کی ادائیگی

دیگر چندوں پر مقدم ہے

یہ امر کسی سے [illegible] سالانہ [illegible] کمی ادا [illegible]
لازمی چندے جن کی [illegible]
ان کی باقاعدہ ادائیگی کے متعلق [illegible] تاکید [illegible]
"جو شخص تین [illegible] چندہ نہ ادا کرے گا اس کا نام سلسلہ بیعت سے کاٹ
دیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی معذور اور لا پرواہ جو انصار میں داخل نہیں
اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہ سکتا"

گویا کہ تین ماہ تک چندہ ادا نہ کرنے والے کے متعلق اس قدر انذار ہے کہ وہ سلسلہ بیعت سے کٹ کر حصار احمدیت سے خارج ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ جو شخص اس سے زیادہ عرصہ کئی ماہ یا سالہا سال سے چندہ نہ دیتا ہو۔ ایسا شخص خود اپنے انجام کے متعلق قیاس کر سکتا ہے۔ لازمی چندہ کی فوقیت اور اہمیت کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے بھی ۱۹۳۴ء میں مطالبہ تحریک جدید کا اعلان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

"تحریک میں انہی لوگوں کا چندہ لیا جائے گا جو اپنے بقائے ادا کریں گے اور مستقل چندہ بھی پوری طرح دیں گے ہر وہ شخص جس کے ذمہ (لازمی) چندوں میں سے کچھ بقایا ہے یا ہر وہ جماعت جس کے چندوں میں بقائے ہوں وہ فوراً اپنے بقائے پورے کریں اور آئندہ کے لئے چندوں کی ادائیگی میں باقاعدگی کا نمونہ دکھائیں۔ جو جماعتیں میرے اس حکم کے مطابق اپنے بقایوں کو ادا کرتے ہوئے ذیلی چندوں میں باقاعدگی کریں گی تو سمجھوں گا کہ انہوں نے اپنے اقرار کو پورا کیا اور آئندہ کی جدوجہد میں ان پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔"

اسی خطبہ میں آگے چل کر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ

"آج وہی شخص اس جنگ میں یعنی تحریک جدید کے مطالبات میں شامل ہے جو اپنے بقایوں کو بے باق کر کے آئندہ کے لئے ذیلی چندوں کی ادائیگی میں باقاعدگی کرے گا۔"

جلسہ سالانہ ۱۹۳۵ء پر بھی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا:-

"تحریک جدید کو ہم کتنی ہی ضروری چیز قرار دیں یہ لازمی بات ہے کہ اگر اس تحریک کا اثر پہلے کاموں پر پڑے تو پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا اگر ہم ہیرو لعزیز بننے والا کام کریں تو سلسلہ کو بجائے فائدہ کے نقصان ہوگا۔ تحریک جدید میں صرف انہی لوگوں کا چندہ لیا جائے گا جو اپنے لازمی چندوں کے بقائے ادا کریں گے اور مستقل چندہ بھی پوری طرح دیں گے۔"

مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں جملہ احباب جماعت اور عہدیداران کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں اس امر کا جائزہ لیں کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ان واضح ہدایات کے باوجود کوئی شخص ان فرضی چندوں کو نظر انداز تو نہیں کر رہا۔ کیونکہ اس وقت جماعت کے سامنے بعض ضروری تحریکات بھی ہیں مثلاً تحریک جدید، وقف جدید، چندہ نشر و اشاعت و ریلیف فنڈ وغیرہ وغیرہ یہ تمام تحریکات بھی اگرچہ نہایت ضروری ہیں۔ لیکن لازمی چندہ جات کے مقابلہ میں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔

چندہ عام، حصہ آمد اور چندہ جلسہ سالانہ جماعت کے لازمی چندے ہیں اور سب سے اہم اور مقدم ہیں۔ ممکن ہے کہ بعض متعدد تحریکات میں حصہ لینے کی وجہ سے کوئی شخص ادائیگی لازمی چندہ جات میں تغافل اختیار کر گئے۔ لیکن ایسے شخص کی مثال وہی ہوگی جس طرح کہ کوئی شخص فرض نماز کو ترک کر کے کثرت نوافل میں مشغول ہو جائے یا رمضان کے روزے تو نہ رکھے اور نفلی روزوں پر زور دینا شروع کر دے۔ لیکن جس طرح ایسا کرنا بجائے فائدہ کے انسان کو قابل مواخذہ بناتا ہے۔ اسی طرح چونکہ طوعی تحریکات کی بناء پر فرضی چندوں میں سستی اور غفلت اختیار کرنا خدا تعالےٰ کے نزدیک مستحسن نہیں۔ البتہ جس طرح ادائیگی فرائض کے بعد نوافل یقینی طور پر ترقی درجات اور قرب الہٰی کا باعث ہوتے ہیں۔ اسی طرح لازمی چندہ جات میں باقاعدگی کے ساتھ دیگر تحریکات میں حصہ لے کر مالی قربانی کا بہترین نمونہ پیش کرنا خدا تعالےٰ کی خوشنودی اور رضا کا موجب ہوتا ہے۔

۴۔ اور سلسلہ احمدیہ کی موجودہ ضروریات اس امر کی متقاضی ہیں کہ احباب جماعت لازمی چندہ جات میں سو فیصدی ادائیگی کے علاوہ سلسلہ کی دیگر مالی تحریکات میں اپنا قدم آگے بڑھا کر اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

امید ہے کہ جملہ احباب جماعت اور عہدیداران لازمی چندہ جات کے تقدم کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی اپنی وصولی چندہ جات کا محاسبہ کریں گے۔ اور اپنی جماعتوں سے بقایا دار افراد کی تربیت و اصلاح کی طرف فوری توجہ دیں گے۔ موجودہ مالی سال کے دو ماہ گذر چکے ہیں اور ابھی متعدد جماعتیں ایسی ہیں جن کی طرف سے لازمی چندوں کی کوئی رقم وصول نہیں ہوئی یا بعض کی طرف سے بالکل برائے نام وصولی ہوئی ہے۔ تمام جماعتوں کو ان کے ذمہ سابقہ بقایا کی اطلاعات بھی نظارت ہذا کی طرف سے ارسال کی جا چکی ہیں اس کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال کو ابھی سے کوشش اور جدوجہد شروع کر دینی چاہئے تا کہ آخری مالی سال تک نہ صرف موجودہ مالی سال کے لازمی چندہ جات کی وصولی سو فیصدی ہو جائے بلکہ لازمی چندہ جات کی وصولی سو فیصدی ہو جائے۔ بلکہ لازمی چندہ جات کا بقایا بھی بے باق ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ جملہ احباب جماعت و عہدیداران کو اپنی رضا کے مطابق زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق دے۔ آمین۔ (ناظر بیت المال قادیان)

زکوٰۃ کی اہمیت

زکوٰۃ کی ادائیگی ہر صاحب نصاب مسلمان کے لئے اسی طرح لازمی ہے جس طرح کہ ہر مومن کے لئے نماز ادا کرنا۔ جو شخص ادائیگی زکوٰۃ میں کوتاہی کرتا ہے اسی طرح قابل مواخذہ ہے جس طرح کہ ایک تارک نماز۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے جہاں نماز کا حکم دیا ہے وہاں ہی زکوٰۃ ادا کرنے کا تاکیدی ارشاد بھی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے۔ اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی امر مانع نہیں وہ حج کرے نیکی کو سنوار کر ادا کرو۔ اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ چاہیئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ (قادیان) اپنی زکوٰۃ بھیجے اور ہر قسم کی فضول خرچی سے اپنے تئیں بچائے۔"

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اس بارے میں ارشاد فرمایا کہ

"تیسری چیز جس پر خصوصیت سے اسلام نے زور دیا ہے اور جس کی طرف قرآن کریم میں بار بار توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ روپیہ بے شک کماؤ۔ مگر جو کچھ کماؤ اس پر زکوٰۃ ادا کرو۔ اور اگر کوئی شخص باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا کو دین کی خاطر کماتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہیں دیتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا محض دنیا کی خاطر کما رہا ہے۔ خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کا شوق اس کے دل میں نہیں ہے۔ اگر واقعہ میں اس کے دل میں خدا تعالےٰ کے قرب اور اس کی محبت کو جذب کرنے کا احساس ہوتا اور اگر دنیا کو دین کی خاطر کما رہا ہوتا تو اس کا فرض تھا کہ وہ اپنے مال میں سے خدا تعالیٰ کا حق ادا کرتا اور پوری دیانتداری کے ساتھ ادا کرتا۔ لیکن جب وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ شیطان کا تابع ہے خدا تعالےٰ کے احکام کے تابع نہیں۔"

امید ہے کہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے جملہ صاحب نصاب افراد اس فریضہ کی ادائیگی کی طرف جلد توجہ فرمادیں گے۔ کیونکہ زکوٰۃ کے قائمقام دوسرے چندہ جات نہیں ہو سکتے۔ اور اس کے تو م کے یتامیٰ و بیوگان اور غرباء کو وظائف دیئے جاتے ہیں اور ان کے گذارہ کا انتظام مرکز سے کیا جاتا ہے عہدیداران مال اپنے حلقہ کے صاحب نصاب کی زکوٰۃ جلد از جلد وصول فرما کر مرکز میں بھجوا کر عند اللہ ماجور ہوں۔ (ناظر بیت المال قادیان)

ولادت۔ مورخہ ۲ [illegible] کو مکرم عمر الدین صاحب درویش قادیان کے ہاں لڑکی تولد ہوئی احباب نومولودہ کی درازی عمر اور والدین کے لئے قرۃ العین ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ (ایڈیٹر)

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام نوٹس کے خلاف احتجاج

ہندوستانی اخبارات میں!

جو نوٹس محکمہ بحالیات کی طرف سے احمدیہ جماعت کے مقدس حلقہ کے مکانات کے متعلق سات لاکھ کے قریب رقم کی ایک ماہ میں ادائیگی کا موصول ہوا ہے اس بارے میں علاوہ ہندوستان کی اہم جماعتوں کے بعض غیر از جماعت اخبارات نے بھی احتجاجی نوٹ شائع کئے ہیں۔ چنانچہ روزنامہ "ہندوستان" بمبئی اور روزنامہ "اجمل" بمبئی نے اپنے پرچوں مورخہ ۱۹ر جون و ۱۲ر جون ۱۹۶۳ء میں "صدر انجمن احمدیہ قادیان کی جائداد کا مسئلہ" کے عنوان سے محکمہ بحالیات کے نوٹس پر تنقید شائع کی ہے۔ اور اس معاملے کا تفصیلی پس منظر تحریر کر کے جناب پنڈت نہرو صاحب وزیر اعظم ہند، وزیر بحالیات اور دیگر مرکزی افسران سے درخواست کی ہے کہ وہ اس میں مداخلت کر کے نوٹس مذکورہ کو منسوخ کرائیں اور احمدیہ جماعت کو جو تمام دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور پر امن اور پابند قانون جماعت ہے۔ شکر گذاری کا موقع دیں۔

اسی طرح ہفت روزہ "روشنی" سرینگر مورخہ ۲۵ر جون ۶۳ء نے بعنوان "مرکزی حکومت کا غیر دانشمندانہ رویہ" ایک احتجاجی اداریہ تحریر کیا ہے جس میں احمدیہ جماعت کے عقائد اور پر امن تعلیمات کی تفصیل بیان کرنے کے بعد اس بات کا ذکر کیا کہ گذشتہ دنوں حکومت مغربی پاکستان نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کے جواب" کو غلط طور پر ممنوع قرار دیا۔ اگرچہ یہ غلط فیصلہ کسی غیر ذمہ دار افسر کی طرف سے کیا گیا لیکن اس فیصلہ نے ایک بین الاقوامی مذہبی جماعت کے مذہبی جذبات کو شدید طور پر مجروح کیا اور دنیا کے طول و عرض سے احتجاجی قرار دادیں حکومت پاکستان کو موصول ہوئیں۔ یہاں تک کہ حکومت کو اپنے موقف کی غلطی کا یقین ہوا۔ اور اس کو اپنا حکم کتب مذکورہ کے بارہ میں واپس لینا پڑا۔

اخبار مذکور نے لکھا ہے کہ قادیان کے مقدس احمدیہ حلقہ کے بعض مکانات کے متعلق صدر انجمن احمدیہ کو جو نوٹس محکمہ بحالیات کے کسی افسر نے دیا ہے۔ وہ بھی بہت غیر دانشمندانہ اور غیر ذمہ دارانہ ہے۔ اس مذہبی مقدس حلقہ کے ساتھ تمام دنیا کے احمدیوں کے مذہبی جذبات وابستہ ہیں۔ لہذا حکومت کو چاہیئے کہ وہ اس بین الاقوامی اور پر امن جماعت کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے اس نوٹس کو منسوخ کرے اور اس طرح اقلیتوں کے متعلق اپنی سیکولر پالیسی کا اظہار فرمائے۔

مقدس احمدیہ حلقہ قادیان کے متعلق محکمہ بحالیات کے نوٹس پر

جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی طرف سے احتجاجی قرار دادیں

(۲)

اس سے قبل بعض ان ہندوستانی جماعتوں کے نام شائع کئے جا چکے ہیں۔ جنہوں نے محکمہ بحالیات کے نوٹس کے خلاف جو صدر انجمن احمدیہ قادیان کو مقدس حلقہ احمدیہ کے بعض مکانات کی قیمت وغیرہ کے متعلق ایک ماہ میں ادائیگی کا دیا گیا ہے۔ افسوس ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کی واگذار شدہ جائدادوں کی گیارہ سال کی آمد اور کرایہ کی ادائیگی نیز جناب وزیر اعظم صاحب اور وزیر بحالیات صاحب کے مقدس احمدیہ حلقہ کی سالمیت اور تقدس کے متعلق وعدوں کو نظر انداز کرتے ہوئے یہ نوٹس جاری کیا گیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ جناب نہرو صاحب وزیر اعظم ہند اور دیگر ارکین سلطنت اس اہم معاملہ میں مداخلت فرما کر جماعت احمدیہ ہندوستان اور دیگر ممالک کو شکریہ کا موقعہ دیں گے۔ ذیل میں ان جماعتوں کی فہرست دی جاتی ہے۔ جنہوں نے احتجاجی قرار دادوں کی نقول نظارت میں بھجوائی ہیں۔

۱۔ مکرم محمد صدیق صاحب فانی پراونشل سیکرٹری جموں
۲۔ ” شیخ حمید صاحب۔ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ موسی بنی مائینز
۳۔ ” خواجہ کمال الدین صاحب۔ زعیم مجلس انصار اللہ ”
۴۔ مکرمہ کلثوم بیگم صاحبہ۔ صدر لجنہ اماء اللہ موسے بنی مائینز
۵۔ مکرم مبارک احمد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ ”
۶۔ ” این عبدالحامد صاحب صدر جماعت احمدیہ کننانور
۷ ” محمد نعیم صاحب صدر جماعت احمدیہ انارسی۔ ایم۔ پی۔
۸ ” قطب الدین صاحب صدر جماعت احمدیہ کندرا پاڑہ۔ اڑیسہ
۹ ” محمد شمس الدین صاحب زعیم مجلس انصار اللہ مالکٹہ
۱۰ ” کے پی آسو صاحب صدر جماعت احمدیہ کالیکٹ کیرالہ
۱۱ ” غلام رسول صاحب سیکرٹری امور عامہ ماندوجن (کشمیر)
۱۲ ” محمد رحمت اللہ صاحب۔ سیکرٹری امور عامہ شولاپور
۱۳ ” اکبر علی صاحب صدر جماعت احمدیہ بانسرہ (بنگال)
۱۴ بابو تاج الدین صاحب۔ صدر جماعت احمدیہ سرینگر (کشمیر)
۱۵ ” غفار خاں صاحب ” ” گبی (میسور)
۱۶۔ ” سید محمد شفیع اللہ صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ بنگلور (میسور)
۱۷۔ ” پی۔ ایم عبدالرحیم صاحب صدر جماعت احمدیہ ” ”
۱۸۔ ” سید بشر احمد صاحب ” ” ” مونگھیر (بہار)
۱۹ ” محمد عبداللہ صاحب ” ” ” شورت (کشمیر)
۲۰ ” مولوی شیخ ظاہر الدین صاحب ” ” ” کیرنگ (اڑیسہ)
۲۱ ” اے رحمن صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ” ”
۲۲ مکرمہ حمیدہ خاتون۔ صدر لجنہ اماء اللہ ” ”
۲۳۔ مکرم منظور احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ بلاری (بہار)
۲۴۔ ” امام حسین صاحب ” ” ” نندگراہ
۲۵۔ ” سید حسام الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ سونگھڑہ (اڑیسہ)
۲۶۔ ” نور الدین صاحب ناقر صدر جماعت احمدیہ شوراپور (میسور)
۲۷۔ ” مولوی عبدالواحد صاحب ” ” ” آسنور (کشمیر)
۲۸۔ ” پراونشل انجمن جماعت ہائے احمدیہ کشمیر سرینگر ” ”
۲۹۔ ” این عبدالحامد صاحب صدر جماعت احمدیہ کوڈالی (کیرالہ)
۳۰ ” پی کے کنجالن صاحب ” ” ” کیرولائی ” ”
۳۱ ” پی عبدالحفیظ صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ کوٹار (مدراس)
۳۲۔ ” الزار احمد صاحب ” ” ” ادرین (بہار)
۳۳۔ ” مبارک احمد صاحب ” ” ” کنی پورہ (کشمیر)
۳۴۔ ” قریشی محمد طاہر صاحب صدر جماعت احمدیہ بریلی (یو۔پی)
۳۵ ” ایم۔ اے رشید صاحب ” ” ” منجیشور (کیرالہ)
۳۶۔ ” اے این۔ اے حافظ ” ” ” ستان کوٹم

درخواستہائے دعا

۱۔ خاکسار کے لڑکے سید عبداللہ اسلم کا امتحان میٹرک ۲۴ر جون ۶۳ء سے شروع ہے۔ احباب جماعت سے عزیز کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار ایس۔ اے۔ وسیم احمد ضلع کٹک

۲۔ خاکسار کی اہلیہ سخت بیمار ہو کر کٹک ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ مرض کی وجہ سے بے چینی ہے۔ احباب کرام و بزرگان سلسلہ درد دل سے دعا فرمائیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے جلد شفاء کاملہ عطا کرے۔ آمین۔
عبدالحمید احمدی دکاندار
محلہ کوسیبی سونگھڑہ

۳۔ مکرم و محترم مولوی محمد عبدالستار صاحب ایم اے سابق پراونشل امیر اڑیسہ سخت علیل ہو گئے تھے۔ اب بفضلہ تعالیٰ افاقہ ہے۔ موصوف کی صحت کاملہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ نیز میاں مزمل احمد خاں اس سال بھی ڈگری (انجنیئرنگ) کورس سال اول کے امتحان میں یونیورسٹی میں اول آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو بڑھ کر عاجز دین بنائے۔ آمین

...م صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور درویشان قادیان اور احباب جماعت کی خدمت میں خاص دعا کی درخواست ہے۔
احقر فضل الرحمن قائم مقام امیر (اڑیسہ)